

مسیح اور مہدیؑ

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

شائع کردہ

مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ

حافظ مظفر احمد

مسیح اور مہدیؑ

حضرت محمد رسول اللہؐ کی نظر میں

شائع کردہ

مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ

حافظ مظفر احمد

نام کتاب	مسح نور مہدی
مصنف	حافظ مظفر احمد
طبع اول	1998ء
طبع دوم	2011ء
تعداد	ایک ہزار
کمپوزنگ	فخر احمد
پبلشر	عبد المنان کورٹ
پرنٹر	طاہر مہدی امتیاز احمد وراثت
مطبع	ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ریوہ)

پیش لفظ

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عالمگیر جماعت احمدیہ کی علمی و دینی اور تربیتی ضروریات پر نظر کرتے ہوئے محسوس فرمایا کہ دعوت الی اللہ کے قاضوں اور نئے آنے والوں کی تربیت کے پیش نظر دو الگ الگ کتب حدیث کے موضوع پر تیار ہونی چاہئیں۔ جن میں احادیث کے ترجمہ کے ساتھ مختصر ضروری تشریحات بھی ہوں اور یہ کام اس عاجز کے سپرد فرمایا۔ حضور انور کی راہنمائی اور دعا کی برکت سے دعوت الی اللہ کے ضروری قاضوں کے حوالہ سے چالیس احادیث کے ترجمہ و تشریح پر مشتمل یہ مجموعہ پہلی مرتبہ 1998ء میں تیار ہو کر شائع ہوا۔ (اس سلسلہ کی دوسری تربیتی کتاب قریباً ڈیڑھ صد احادیث کے ترجمہ و تشریح پر مشتمل ”راہد امت“ کے نام سے نظارت اشاعت کی طرف سے الگ شائع ہو چکی ہے۔)

اس کتاب کا نام ازراہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ”مسیح اور مہدی“ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ”عطا فرمایا تھا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو مانع الناس بنائے۔ آمین

دور حاضر میں جب ایک طرف مسلمانوں کے بعض طبقے آسمان سے کسی مازل ہونے والے کے لیے انتظار کے بعد اس کی آمد سے مایوس ہو چلے ہیں تو دوسری طرف بعض مذہبی حلقوں کی طرف سے علامات مسیح مہدی کا مضمون شدہ مسئلہ سے بیان کر کے اس دور کو ظہور نام مہدی کا زمانہ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر کوئی مدعی پیش نہیں کیا جاتا اور فی الواقعہ اس میدان میں گزشتہ ایک صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود حضرت باقی جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی اور دعویٰ مسیح مہدی موجود بھی نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت بھی ہے جس میں احادیث صحیحہ کی روشنی میں مسیح موعود کی تفصیلی علامات سے متعلق بھی مستند معلومات اس وضاحت کے ساتھ مہیا کر دی گئی ہیں کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد کا دیا فی علیہ السلام پر کس طرح چسپاں ہوتی ہیں نیز مسیح مہدی کے وجود کے متعلق پیدا ہونے والے کئی سوالوں کے جواب بھی اس کتاب میں دیئے گئے ہیں۔

یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے آغاز میں ہی اس کا مکمل حوالہ پیش کر دیا جائے بلکہ اہل علم کی دلچسپی کے لئے یہ ذکر بھی کر دیا ہے کہ مختلف مکاتب فکر اہل سنت و شیعہ کے کس کس حدیث یا

مصنف نے یہ حدیث اپنی کس کتاب میں درج کی ہے نیز فنی اعتبار سے حدیث زیر نظر کی صحت کا کیا معیار ہے۔ تشریحات حدیث میں یہ اصول مقدم رکھا گیا ہے کہ حدیث رسول دراصل قرآن شریف کی تفسیر ہے۔ اس لئے خشی الوسع متعلقہ قرآنی آیت کے تابع حدیث کی وضاحت ہواں کے بعد دیگر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال بزرگان امت اور حضرات مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں مختصر شرح بیان ہو۔ ہر عنوان کے آخر میں جدید تحقیقی طرز پر مکمل حوالہ جات بھی پیش کر دیئے گئے ہیں تاکہ ایک عام کاری کے علاوہ تحقیق پسند، صاحب علم حضرات اور دینی علوم کے طلبہ بھی اس رسالہ سے کما حقہ استفادہ کر سکیں۔

یہ بات بھی مد نظر رکھی گئی ہے کہ میدان عمل میں جہاں یہ کتاب داعیان الی اللہ کی دینی ضروریات کے لئے علم حدیث کے حوالہ سے ایک مستند و متاویز ثابت ہو وہاں نئے آنے والوں کو جماعت احمدیہ کے علم کلام اور طرز استدلال سے بھی متعارف کروائے اور انہیں عمومی اعتقادی مسائل کا فہم و ادراک بخشنے۔ خدا کرے یہ کوشش مقبول ہو۔ آمین

اس کتاب کی تیاری میں لمبے عرصہ تک خاصی محنت صرف ہوئی۔ ابتدائی مسودہ کی تیاری میں مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب مربی سلسلہ (حال نائب مائتھ مال آمد) اور پروف ریڈنگ میں مکرم ظہیر احمد خان صاحب معاون مفتی سلسلہ (حال لندن) نے امانت فرمائی تھی۔ ایک عرصہ سے یہ کتاب دستیاب نہیں تھی اور مطالبے آرہے تھے اس جماعتی ضرورت کے پیش نظر مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام اسے شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حالیہ ایڈیشن کی اشاعت کے وقت مکرم ثوبہ مظفر احمد صاحب قائمہ عمومی مجلس انصار اللہ اور مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نائب قائمہ اشاعت مجلس انصار اللہ نے پروف ریڈنگ اور حوالہ جات کی جانچ کی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ اس حقیر عاجزانہ مساعی کو قبول فرمائے اور انہوں کے ازویا و علم اور غیروں کے لئے ہدایت کا موجب ہو جائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس انصار اللہ پاکستان

فہرست عناوین

صفحہ نمبر	عنوان	
۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام۔ دیگر انبیاء کے ساتھ	۱
۳	”نُوْقِیْتُنِی“ کی تفسیر نبویؐ	۲
۵	صحابہ رسولؐ کا پہلا اجتماع	۳
۸	سو سال بعد۔ ایک قیامت	۴
۱۰	قریب مسیح ماضی علیہ السلام	۵
۱۲	رفع الی اللہ کا مفہوم	۶
۱۵	مسیح ماضی اور امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے مسیح موعود کے بعد اٹھنے	۷
۱۹	خاص نشانات کا ظہور	۸
۲۱	عالم اسلام کے زوال کی پیشگوئی	۹
۲۳	فرقہ بندی۔ فرقہ ماحیہ	۱۰
۲۷	دجال کی قوت و شوکت اور اس کی برق رفتار سواریاں	۱۱
۳۲	اسلام کا سچا اور قتل دجال و یاجوج و ماجوج	۱۲
۳۷	امت محمدیہ کا نجات و بندہ	۱۳
۳۹	مجدد دس امت کے بارہ میں پیشگوئی	۱۴
۴۱	شریاء کی بلندی سے ایمان واپس لانے و ملائم و قارس	۱۵
۴۴	خلافت علی منہاج النبوت کے متعلق پیشگوئی	۱۶
۴۶	مہدی کی تائید و نصرت واجب ہے	۱۷
۴۸	مثیل حسن مریم	۱۸

صفحہ نمبر	عنوان	
۵۰	عیسیٰ اور مہدی - ایک ہی وجود کے دو لقب	۱۹
۵۳	موعود امام - اُمت محمدیہ کا ایک فرد	۲۰
۵۷	چاند اور سورج کی آسمانی کواہی	۲۱
۶۰	مسیح موعود اور امام مہدی کے مشترک کام	۲۲
۶۳	خلیفہ حق براویان باطلہ	۲۳
۶۴	قیامت سے پہلے دس نشانات	۲۴
۷۳	اہل مشرق کی سعادت مندی	۲۵
۷۵	غلاموں کے آقا کا اظہار محبت و شوق	۲۶
۷۷	اہل بیت رسولؐ	۲۷
۸۰	مہدی - رسول اللہؐ کا کامل فرمانبردار	۲۸
۸۴	مہدی - رسول اللہؐ کی قبر میں	۲۹
۸۷	مسیح موعود کے حج کی پیشگوئی	۳۰
۹۱	سلام مصطفیٰؐ نام مہدیؑ و مسیح	۳۱
۹۴	خلافت راشدہ کے متعلق پیشگوئی	۳۲
۹۶	آخری نبی اور آخری مسجد	۳۳
۹۸	بھولے مدعیان نبوت کا ظہور	۳۴
۱۰۲	قصر نبوت کی آخری اعلیٰ	۳۵
۱۰۴	اگر صاحبزادہ اہم زمرہ رہے تو سچے نبی ہوتے	۳۶
۱۰۶	اُمت محمدیہ میں سلسلہ وحی و الہام	۳۷
۱۰۹	واقعہ معراج کا لطیف کشف	۳۸
۱۱۱	انبیاء کی اجتماعی رائے میں تبدیلی	۳۹
۱۱۳	انبیاء کی بشریت	۴۰

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام - دیگر انبیاء کے ساتھ

عَنْ مَالِكِ بْنِ صَفْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَلَدَ تَهُمَ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِيَ بِهِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحِطِيمِ وَرَبُّمَا قَالَ
فِي الْحَجَرِ مُضْطَجِعًا قَالَ فَأَنْطَلَقَ بَنِي جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَى
السَّمَاءَ الدُّنْيَا

فَإِذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَتْ
عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِأَلَا بَنِي الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ إِذَا يُعْجَبِي وَعِيسَى وَهُمَا
ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هَذَا يُعْجَبِي وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هَذَا
يُعْجَبِي وَعِيسَى فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمَتْ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِأَلَا
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ الخ

(بخاری کتاب فضائل الصحابة باب المعراج)

ترجمہ: حضرت مالک بن صفصعہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امراء کی
رات کے بارہ میں بتایا کہ میں خانہ کعبہ کے کسی حصہ حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ مجھے جبرائیلؑ لے کر
چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر آئے وہاں میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا
یہ آپ کے باپ آدم ہیں انہیں سلام کہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا
نیک بیٹے اور نیک نبی کو خوش آمدید۔ پھر ہم اور بلند ہوئے اور دوسرے آسمان پر پہنچے۔ تو کیا دیکھتا
ہوں کہ تکی اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں خالد زاد بھائی (موجود ہیں) جبریلؑ نے کہا یہ تکی اور عیسیٰ
ہیں ان کو سلام کہیں میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا اے نیک بھائی اور صالح نبی خوش

آمدید (اس کے بعد اگلے آسمانوں کی سیر روحانی کا ذکر ہے)
 تشریح: بخاری اور مسلم نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کرتے ہوئے صحیحین میں درج کیا ہے۔
 نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا رفع بھی دیگر انبیاء کی طرح ہوا وہ خاک کی جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں گئے اور دوسرے انبیاء کی طرح وفات یافتہ ہیں اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کے لئے کوئی الگ مقام مقرر ہوتا کیونکہ زندہ اور فوت شدہ الگ الگ مقام پر رہتے ہیں لیکن واقعہ اسراء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دیگر وفات یافتہ انبیاء کی روحوں کے ساتھ دیکھنا بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام حسن کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اس رات فوت ہوئے جس رات حضرت عیسیٰ بن مریم کی روح آسمانوں پر اٹھائی گئی یعنی ۲۷ رمضان کی رات۔

حضرت علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے ساتھ خارق عادت طور پر معراج کا واقعہ پیش آیا۔ جب کہ دیگر انبیاء کی ارواح وفات کے بعد جسم سے جدا ہو کر آسمان کی طرف بلند ہوئیں اور اپنے مقام پر جا ٹھہریں۔

حضرت داماد گنج بخش جویری فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں معراج کی رات آدم صلی اللہ اور یوسف صدیق اور موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون حلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں میں دیکھا تو ضرور بالضرور ان کی روحیں ہی تھیں۔ پس حدیث معراج سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی دیگر انبیاء کرام کی طرح طبعی موت کے بعد روحانی رفع ہوا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی ابدی جنت میں داخل ہو چکے ہیں جہاں سے کبھی نکالے نہیں جائیں گے اور جہاں سے کبھی کوئی واپس آیا نہ آئے گا۔

حوالہ جات

- ۱۔ الطبقات الکبریٰ از علامہ ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۹ مطبوعہ دار صادر بیروت
- ۲۔ زاد المعاد فی حدی خیر العباد از علامہ ابن قیم جلد اول صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ نظام کانپور
- ۳۔ کشف الخیوب صفحہ ۳۱۷ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور

”تَوْفِيتَنِي“ کی تفسیر نبویؐ

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ... ان ناسا من اصحابي يؤخذ بهم ذات الشمال
لاقول اصحابي اصحابي

فيقول انهم لم يرالوا مرتين على احد بهم (عيسى بن
مريم) و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت
أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد

(بخاری کتاب الانبياء و کتاب التفسير سورة مائدة ۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یومئذ
کا) کررتے ہوئے) فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو بائیں طرف لے جایا جائے گا تب
میں کہوں گا میرے صحابہ میرے صحابہ! تو اللہ فرمائے گا کہ جب تو ان سے جدا ہوا تو یہ پتی پریوں
کے بل پھر گئے تھے تب میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ) نے دیا تھا
کہ یہ رب امیں تو ان پر صرف اس وقت تک نگران تھا جب تک ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے
وفات دے دی پھر صرف تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح: امام بخاری، مسلم نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کرتے ہوئے اسے صحیحین میں درج
کیا۔ ترمذی، نسائی میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

ام بخاری یہ حدیث کتاب انبیاء میں اس لئے لے کر آئے تاہم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں
نہایت قرآن ”تَوْفِيتَنِي“ کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی موت سے بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ سورۃ مائدہ آیت ۷۱ میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہر امر شر جب اللہ تعالیٰ

پوچھے گا کہ کیا تو نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ میری اور میری ماں کی عبادت کر، تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ میں ایسی ماحولیات کی تعلیم دیتا ہوں، سنا تھا اور اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو سب عام غیب حد، اچھے اس کا علم ہوتا۔ میں نے تو انہیں صرف وہی تعلیم دی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اپنے رب کی پرستش کر، اور میں ان پر صرف اس وقت تک نگران تھا جب تک اس میں سوچو رہا، جب تو نے مجھے وفات دے دی پھر تو ہی ان پر نگران تھا۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو زمانوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک وہ زمانہ جس میں آپ اپنی قوم کی نگرانی فرماتے رہے، دوسرا "سوفی" (یعنی آپ کی وفات کے بعد) جس میں آپ نے اپنی نگرانی کا انکار کرتے ہوئے صرف اور صرف خدا کو نگران قرار دیا۔ بعض لوگ تو ان کے معنی موت ہی بجائے پورا پورا لیے اور جسم سمیت آسمان پر اسی نے کے مرتے ہیں یہ حدیث سب معنی کو رد کرتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جیہ بھی فترہ اپنی وفات کے لئے استعمال فرما کر تو ان کے معنی موت کرے ہیں۔ چنانچہ اس کی مزید تائید امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ملی ہے کہ ہا غیسی اسی متوفیک [کے معنی مسمیک میں یعنی اب عیسیٰ میں تجھے موت دینے والا ہوں۔] پس جو معنی تو ان کے ہمارے آقا، مولا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں، وہی معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سے ہوں گے۔ اگر تو ان کے اس کے برعکس کوئی معنی ہوتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا دیتا کہ استعمال ہی نہ فرماتے، "میں بھی وہ ایک الگ الگ اشخاص جب کوئی خاص لفظ استعمال کریں تو لغت تو تبدیل نہیں ہو جایا کرتی کہ ایک ہی لفظ کے متضاد معنی مراد لئے جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سے تو ان کے معنی جسم سمیت رد آسمان پر جانا ہو جب کہ نبیوں کے سر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس سے مراد وفات پانچ روزہ زمین فتن ہونا یا جائے۔ جس قرآن شریف کی اس آیت کے بیان فرمودہ تفسیر کی جوئی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ تو ان کا لفظ اس جگہ موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اہل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات عامہ ہوا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ آل عمر ۵۶

۲۔ بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائد باب ما جعل اللہ من یحیی و

صحابہ رسولؐ کا پہلا اجماع

عن عبد الله ابن عباس أن ابا بکر حرج وعمر بكتمة الناس
فقال اجلس يا عمر كاتبي عمر أن يجلس فأقبل الناس اليه
وتروكوا عمر فقال أبو بکر أما بعد من كان منكم بغير محمد
فان محمد قد مات ومن كان منكم بغير الله فان الله حي
لا يموت قال الله تعالى وما محمد الا رسول قد خلت من قبله
الرسل الى الشاكرين۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاته)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ (رسول اللہ کی وفات کے موقع پر) تشفی لائے اور حضرت عمرؓ لوگوں سے مخاطب تھے۔ آپ نے فرمایا اے عمر بیٹو! حضرت عمرؓ تو نہیں بیٹھے مگر لوگ نہیں چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اے بعد! (اے لوگو!) تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنا تھا تو وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور تم میں سے جو اللہ کی بات سنا تھا وہ یقین کر لے کہ اللہ مردہ ہے اور میں پر بھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے تمام رسول وفات پا گئے۔ پس اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کر دے جائیں تو تم اپنی بیویوں کے بل پر جاؤ گے اور جو شخص اپنی بیویوں کے بل پر جائے وہ رسول اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اللہ شکر کرے، لوگوں کو ضرر نہ ہو۔

تشریح: امام بخاری نے یہ حدیث اپنی تصحیح میں بیان کر کے اس کی صحت قبول کی ہے نہائی مرہیں ماہرے بھی اسے روایت کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کی وفات سے عت صدہ گزر چکا تھا اور بنی صدمہ کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے بعض منافقوں کے کلمات سن کر فرمایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آگئے اور منافقوں کے ماکہ و رکاب کاٹیں گے۔ پس چونکہ یہ خیال غلط تھا اس لئے اہل حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر سے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر سے چار رائیخا نر پیٹائی پر پوسا دیا اور کہا کہ تو زہد و ریت ہونے کی حالت میں پاک ہے۔ خدا تعالیٰ عزت پر ہے، ہمتیں جمع نہیں کرے گا مگر پہلی موت۔ سقوں سے یہی مصیبت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، یا میں وہیں نہیں آ میں گئے اور پھر حضرت ابو بکرؓ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد نبویؐ میں جمع کیا اور مسر پر چڑھ کر یہ آیت پڑھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افا انسا مات او قتل انقلبتم على اعقابكم۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف نبی ہیں اور پہلے اس سے سب نبی فوت ہو چکے ہیں پس کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کئے جائیں تو تم لوگ، یں چھوڑ دے گے۔ یہ پہلا جرم تھا جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوا۔ جس سے ثابت ہوا کہ کل نبی فوت ہو چکے ہیں جن میں حضرت عیسیٰؑ بھی داخل ہیں اور یہ تاکہ حلیٰ کے معنوں میں رد و آناں پر جانا بھی داخل ہے یہ سرسبز ہری ہے یونکہ عرب کی تمام لغت دیکھنے سے نہیں ثابت نہیں ہوتا کہ رد و آناں پر جانے کے لئے بھی حلیٰ کا فقہ آستا ہے۔ مزید نہ آں اس جگہ اللہ تعالیٰ نے نکات کے معنی اور لے نکرہ میں خود بیان فرما دے ہیں۔ یونکہ فرمایا افا انسا مات او قتل انقلبتم على اعقابكم کے معنی، صورتوں میں محدود کر دے۔ ایک یہ کہ طبعی موت مرنا اور قتل کئے جانا اور اس کے علاوہ کوئی معنی ہوتے تو تشریح یوں ہونی چاہئے تھی افا انسا مات او قتل او دفع الى السماء مع حسده العنصری یعنی سرمر جائے یا قتل یا جائے یا مع جسم آناں پر اٹھا یا جائے اور یہ تو بلاغت کے برخلاف ہے کہ جس قدر معنوں پر حلیٰ کا فقہ قبول کرنا نہیں مشتمل تھا ان میں سے صرف دو معنی لے کر تیسرے کا درست نہ کیا۔ اور جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے حضرت ابو بکرؓ اس خطبہ سے اصل مطلب یہی تھا کہ ہماری مرجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، یا میں نہیں آ میں گئے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹائی پر ہو رہے تھے وقت حضرت ابو بکرؓ نے اس کی تشریح بھی کر لی تھی۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ کسی طرح حضرت عیسیٰؑ، یا میں نہیں آ سکتے۔ کو بدش حال مردہ دیوں مردہ غرض استدلال باطل ہو جانے

کی وریہ صحابہ کا ہمتا و دہیز ہے جس سے انکار نہیں ہوتا۔ ۱

حوالہ جلت

۱۔ آل عمر ۱۴۵

۲۔ بخاری کتاب المناقب باب فضل ابی بکر

۳۔ مخلص رشید، ایمین احمد یہ حصہ پنجم ص ۳۷۵ حاشیہ

سوسال بعد-ایک قیامت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ أَوْ ثَمَنِيٍّ ذَلِكَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَسْفُوسَةٍ الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مَائَةٌ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ۔

بخاری کتاب لعلم مسلم کتاب فضائل الصحابة باب قوله لا يأتي مائة سنة
ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے
قریب ایک ماہ قبل یہ اتنا فرمایا کہ کوئی بھی ذی روح جو آج زندہ ہے اور سانس لے رہا ہے سوسال
بعد ہزارہ نہیں ہوگا یعنی اس پر فحاشا ہے۔

تشریح یہی مضمون کی روایت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ سوسال بعد رہے زمین پر کوئی ذی
روح باقی نہ رہے گا۔ دراصل یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بارہ میں ایک سوال
کے جواب میں ارشاد فرمائی کہ یہی قیامت یعنی ہزارہ کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے مگر میں اللہ کی قسم کہ اگر
کہتا ہوں کہ ایک قیامت تو سوسال بعد بھی عام ہوگی۔ علماء سلف نے اسے بطلی قیامت کا نام دیا
ہے۔ گویا اس ارشاد نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہر شخص کی موت ایک فردی قیامت ہوتی
ہے۔ اسی طرح اس قوم یا قرن کی قیامت ہوگی اور سوسال بعد رہے زمین پر کوئی ذی نفس باقی نہ
رہے گا۔ اس جگہ زمین کا لفظ استعمال کرنے سے مراد زمینی مخلوقات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آسمان کی مخلوقات میں سے نہیں بلکہ دور زمین کی مخلوقات میں داخل ہیں۔ جس اور بدشعریوں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے وقت حضرت جبریلؑ رہے بھی تھے تو سوسال بعد یقیناً وفات
پا گئے۔ اس لئے ان پر ملو عایا کرھا اللہ پڑھنا ہی پڑے گا۔ بعض اکابر ملائے امت نے اسی
حدیث سے حضرت خضرؑ کی وفات کا بھی استدلال کیا ہے کہ اگر وہ آج خضر سے صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانہ میں زندہ تھے تو اس حدیث کی رو سے وفات پا گئے۔

تالین حیات مسیح نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت خضر کو بھی اس حدیث سے بغیر کسی دلیل کے مستثنیٰ قرار دیا ہے، مگر جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ اقصیٰ کی قسم کھا کر یہ بات بیان فرمائی کہ اس وقت سو جو لوگوں میں سے کوئی وی روح سو سال بعد باقی نہ رہے گا یہی قطعی پیشگوئی وحی الہی کے بغیر ناممکن ہے اور ایسی قسمیہ تاکید میں ہی تاویل یا استثناء کی گنجائش بھی محال ہے۔ ورنہ قسم کھانے کی بیاض و رت تھی۔ پس اس حدیث کی سو جو روای میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سال بعد کسی بھی سابقہ نبی کے زہرہ وہ جو رہنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ ۴

حوالہ جات

مع شخص ز ز ر د ، امام ص ۶۴ ، ح ۱ ، ج ۳ ، ص ۳۳۷
مع مقام ، حق شرح مشقوة المصابیح جلد ۴ ص ۳۸۱ ، اردو شریات اسلام لاہور
مع شخص ز ح ۱ ، امام ص ۱۰۱ ، ح ۱ ، ج ۳ ، ص ۳۳۷

قبر مسیح ناصری علیہ السلام

عَنْ عَمْرِوَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرْصَةِ
الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ
مَسْجِدًا -

(بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شری
یاد کی جس میں آپ کی وفات ہوئی فرمایا تھا کہ حد کی لعنت ہو اس یسویوں اور یہاں یوں پر
بنیوں نے اپنے میوں کی قبروں کو عید گاہ بنا یا۔
تشریح بخاری اور مسلم نے اس حدیث کی بحث پر اتفاق کرتے ہوئے اپنی کتب میں درج کیا۔
نسائی میں بھی یہ روایت ہے۔

اس حدیث میں جو یہود، نصاریٰ کی اپنے میوں کی قبروں کی پرستش کا ذکر ہے جیسا یوں پر یک
روایت جنت ہے یونکہ وہی اور اکل کے بعد میوں کی قبروں کی پرستش میں کرتے بلکہ
ترم نہیں کو کار خیال کرتے ہیں۔ ہاں ملک شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی
ہے اور متروک تاریخوں پر ہر بار بیسالی سال سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے
ثابت ہو کہ حقیقت وہ قبر عیسیٰ کی ہی قبر ہے جس میں وصیل سے اتارے جانے کے بعد غمی
حالت میں رکھے گئے تھے اور اس قبر کو حضرت عیسیٰ کی قبر سے کچھ تعلق نہیں تو پھر وہ وہاں
آج سے صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صادق نہیں سمجھیں گے اور یہ ہر مومن میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مسمونی قبر کو قبر بناتے ہیں جو شخص جلعاری کے طور پر بنائی گئی ہو۔ یونکہ انبیاء و پیغمبر اسلام کی شان
سے عید ہے کہ جھوٹے کوہاتھات صحیح کے محل پر استعمال کریں۔ اس حدیث میں نصاریٰ کی قبر

پرتی کے دہر میں اس قبر کی طرف اشارہ نہیں تھا اس قبر کا پتہ بتادیں جو کسی اور نبی کی کوئی قبر ہے اور اس کی بیسائی پرستش کرتے ہیں اور یا اس بات کو قبول کریں کہ ملک شام میں جو حضرت عیسیٰؑ کی قبر ہے جس پر ہر سال بہت ساجھوم جیسا یوں کا ہوتا ہے اور جہدے کے جاتے ہیں وہ درحقیقت وہی قبر ہے جس میں حضرت مسیحؑ نہر وچ ہونے کی حالت میں داخل کے گئے تھے۔ پس اگر یہ وہی قبر ہے تو خود سوچ لیں کہ اس کے مقابل پر وہ عقیدہ کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں پہنچائے گئے بلکہ چھت کی رو سے آسمان پر پہنچائے گئے اس قدر لغو اور خلاف واقعہ ٹھہرے گا۔ خواہ حضرت عیسیٰؑ نے آپ بھی فرما دیا کہ میں قبر میں ایسا ہی داخل ہوں گا جیسا کہ یونسؑ چھلی کے پیٹ میں داخل ہو تھا۔ نبی کی مٹاں غیر مطابق نہیں ہوتی سو وہ بلاشبہ قبر میں رہ دی، داخل کے گئے اور یہ مکرہ (یعنی اللہ کی تدبیر) تھی تا یہ وہ سب کو مرہ و سمجھ میں اور اس طرح وہ اس کے ماتھے سے نجات پا دیں۔ اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ چنانچہ صلیب سے نجات پا کر حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے شیر کی طرف ہجرت فرمائی اور ۱۲۰ سال کی عمر پا کر مدینہ منورہ کی مگر محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔

حوالہ جات

۱۔ شخص زست بن حاشیہ در حاشیہ متعلقہ صمیمہ ۱۶۴، حاشیہ ثانی، جلد ۱۰ صفحہ ۴۰، ۴۱، ۴۲

رَفَعَ إِلَى اللَّهِ كَمَا مَفْهُوم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا
مَقَصْتُ صَدَقَةً مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَلَيَّا بِعَقْبٍ إِلَّا عَرًّا وَمَا تَوَاضَعُ
إِلَّاهُ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ۔

(مسلم کتاب البر والصلوة باب استحباب العمود والنواضح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ صو کے نتیجے میں بندے کو عزت میں ہی بڑھاتا ہے اور کوئی بھی شخص خدا کی خاطر تواضع اور انکسار اختیار نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے رفعت عطا فرماتا ہے۔

تشریح: امام مسلم نے یہ حدیث اپنی صحیح میں درج کر کے اس کی صحت کو قبول کیا۔ ترمذی، درمندی کے سے آتا ہے، حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی اللہ کا یہی مطلب ہے کہ یہود حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر کے معونہ دیا، لیکن ثابت نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا روحانی رفع فرمایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے وعدہ تھا، نوحیٰ یعنی طبعی موت کے بعد آپ کا روحانی رفع ہوا۔ (آل عمران: ۵۶) جیسا کہ علامہ شافعی نے فتح القدیر میں مصری ملائش محمد عبدہ اور مستطیٰ مرانی نے اپنی کتابیں شیعہ عام علامہ قمی سے منال لدن میں تسلیم کیا ہے۔ اوت عرب سے بھی رفع کے یہی معنی ثابت ہیں کہ یہ لفظ دلیل کرے، ریچے مرے کے بائنا بل ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت رفع کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ عام مومنوں کو سعادتیں عطا کرے، اپنے اہل کفر و بدعت پر بخشش کر رہا ہے۔

(اسان العرب ریختہ رفع)

چنانچہ احادیث میں یہ لفظ ان معنی میں کثرت سے استعمال ہوا ہے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بدو تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان پر رفع

عطا کرتا ہے۔

بعض روایات میں بالسلسلہ کا لکھا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک زنجیر کے درمیان یعنی درجہ بدرجہ اس شخص کا رفع فرماتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک درجہ عازمی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو طہیسی (بلند مقام) میں پہنچا دیتا ہے اور جو شخص ایک درجہ تکبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ ذلیل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو سفلیٰ مائیس میں پہنچا دیتا ہے۔

شیعہ لڑچ میں بھی نہ صرف یہ روایت موجود ہے بلکہ اس سلسلہ میں بعض اور لطیف روایات بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ہجرت حبشہ کے زمانہ میں حضرت جعفر طیارؓ نے نجاشی شاہ حبشہ کو زمین پر بیٹھے دیکھا تو اس کا سبب پوچھا نجاشی نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی تھی کہ اللہ کا بندہ اس پر یقین ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پا نہیں تو اس کے لئے تواضع اختیار کریں گے اس لئے میں اپنی فتح کے بعد اس عابدی کا اظہار کر رہا ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نجاشی کی یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ تواضع انسان کو رفعت عطا کرتی ہے۔ میں تم بھی عازمی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارا رفع کرے گا۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تواضع کی انتہائی حالت حجد کے بعد قعدہ میں جوں جوں میں سجد تین پڑھتے تھے اس میں واذ فعدی کے الفاظ بھی شامل تھے۔ یعنی اے اللہ میرے رفع کر۔ رفع کے معنی جسمانی طور پر آسمان پہ جائے کے میں تو ماننا پڑے گا کہ خود باللہ تعالیٰ کریم ﷺ کی یہ عاقبت نہیں ہوئی جب کہ کائناتیں حیات مسیح کے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی تکذیب کی شکایت اور عا کے نتیجہ میں انہیں آسمان پہ اٹھایا گیا۔

صحیح بخاری میں آیت قرآنی کھلی یوم ہو فی شان (الرحمن ۴۰) کہ ہر روز اللہ کی شان ظاہر ہوتی ہے کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہر روز اللہ تعالیٰ ہی قوموں کا رفع کرتا ہے اور انہی قوموں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ پس رفع کے معنی درجات کی بلندی اور رفعت روحانی کے ہیں اور انہی معانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی روحانی رفع ہوا۔ حضرت امام ابن عربیؒ نے آیت صلی رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ”رفع عیسیٰ سے مراد ان کی روح کا عام غلبہ سے جدا ہو کر عام ملوکی میں مقام قرب حاصل کرنا ہے۔“

ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع کے بارے میں اگر کوئی روایت ہے تو وہ قریباً
 دو بیٹھ صحیح سے مخالف ہونے کے باعث مصحح تحریر کی۔ سب کچھ خود موجد میسایوں سے حضرت
 عیسیٰ کی وفات کا عقیدہ ثابت ہے۔^۱

و موجودہ عقیدہ حیات مسیح بعد کے پڑے ہوئے میسایوں کی پیداوار ہے جیسا کہ علامہ بن
 قیم، علامہ زرقانی، نواب صدیق حسن خان، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ عبید اللہ سندھی، سر سید احمد
 خاں اور غلام احمد پریز نے حیات مسیح کے عقیدہ کو بعد کی مسیحی اختراع قرار دیا جسے قریب و غلی کے
 مسلمان علماء نے سادگی اور غلط فہمی سے قبول کر لیا۔

حوالہ جلت

- ۱۔ نذہ العمال، علامہ علاء الدین علی نقی، ۳۰ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ
- ۲۔ نذہ العمال جلد ۲ صفحہ ۶۰۶، ۴۰۶ المعارف النظامیہ میدراٹا، ۱۰۱ کن
- ۳۔ مسند محمد بن فضل جلد ۳ صفحہ ۶۰۷، دار الفکر، مصر
- ۴۔ ابن ابی شیبہ، شرح، موصول، ۲۰۰ صفحہ ۲۰۱، مطبعہ منشی ذیل رشہ، ککھو
- ۵۔ ابن ماجہ، کتاب القامت، مسلوٰۃ باب ما یقول بین السجدتین
- ۶۔ تفسیر جامع البیان از علامہ محمد بن جریر طبری جلد ۳ صفحہ ۲۹۰، مطبعہ دار البیان، بیروت
- (۱۱) بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۱۴۴ مؤسسۃ الوفاء، بیروت لبنان
- ۷۔ بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الرحمن
- ۸۔ تفسیر القرآن، لکرم، علامہ ابن عربی جلد اول صفحہ ۴۹۶، دار الادلہ، بیروت
- ۹۔ الاصل المفہوم از علامہ ابو بکر بنی (متوفی: ۴۵۸ھ) جز اول صفحہ ۲۳۸، دار الفکر، بیروت ۱۹۷۰ء
- (۱۱) اسباب النزول از علامہ واحدی (متوفی: ۴۶۸ھ) صفحہ ۶۱ دار الفکر، بیروت

مسیح ناصری اور امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے

مسیح موعود کے جد اعلیٰ

(ا) عن ابی عمر رضى الله عنهما قال قال النبی الله علیه وسلم رایت عیسیٰ وموسىٰ و ابراهیم ، فاما عیسیٰ فاحمر جفہ عریض المضمار

(بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی کتاب مریم)

(ب) عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أراسی اللیلة عند الکعبة قرأت رجلاً آدم کاحسن ما أنت راء رجلاً من آدم الرجال له لمة کاحسن ما أنت راء من اللهم قبل رجلاً فیهی نقطر ماء فتکنا علی رجلین ... یطوف بالبيت فسألت من هذا فقیل المسیح ابن مریم واذنا برجل جفہ قسط عور العیس الیمسی کاتها عسة طافیة فسألت من هذا فقیل المسیح الذخال (بخاری کتاب الناس باب المعاد)

ترجمہ (۱) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ، موسیٰ، اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ (کا علیہ یہ تھا کہ وہ) ریش رنگ کے کھنکریلے بال، درچہ رے پیر، لے تھے۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات

راہ میں خانہ کعبہ کے پاس میں نے گندمی رنگ کا ایک شخص دیکھا جو گندم کوں لوگوں میں حسین ترین نظر آنے والا تھا اور اس کے بے بال بھی جن کی نئی کی ہوئی تھی بے بال والوں میں نہایت خوبصورت نظر آتے تھے اس کے بالوں سے پائی پکتا تھا اور اس نے وہ آدمیوں کا سہارا یہ ہوا تھا اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے تو مجھے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ پھر ماہوں تک وہ شخص پر نظر پڑی جس کے تختہ یا لے بال، اس میں آنکھ سے کاٹا ایسے کہ وہ نگور کی طرح بھری ہوئی آنکھ نظر آتی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو مجھے بتایا کہ یہ مسیح احق ہے (جی نہ سیاست کرنے والا، خال)۔

تشریح مذکورہ بالا دونوں احادیث امام بخاری نے اور دوسری امام مسلم نے اپنی کتب میں درج کر کے ان کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

۱۔ وہوں احادیث میں آئے والے مسیح موعود اور نبی اسرائیل کے اصل مسیح بن مریم کے لگ بھگ جیسے صاف ظاہر کرتے ہیں کہ وہ محمد اشخاص ہیں۔ عیسیٰ بن مریم کا علیہ قوم نبی اسرائیل کے موافق سرخ رنگ اور تختہ یا لے بال اور آنے والے مسیح کا رنگ گندمی اور سیدھے بال ہیں یہ وہی موعود مہدی جس نے امت محمدیہ میں سے طویل مسیح کے مقام پر نازل ہو کر عیسائی اور چالی قوموں سے مقابلہ کرنا تھا جیسا کہ روایا کے دوسرے حصہ میں مذکور ہے کہ اس مسیح موعود اور چال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا حالانکہ چال کے بارہویں حدیث میں صاف لکھا ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا۔ اس روایا کی تعبیر جیسا کہ علماء سلف نے کی ہے یہی ہے کہ وہ چال خانہ کعبہ کو قہر لگائے کے لئے چورس کی طرح اس کے سر پر چڑھ جائے گا۔ عیسیٰ مہدی کی تباہی و بربادی کے درپے ہوگا جب کہ مسیح موعود کے خانہ کعبہ کے طواف سے مراد اسلام کی حفاظت اور خدمت کے لئے اس کی مساعی جیلہ ہیں۔ اور دو آدمیوں کا سہارا لینے سے مراد یہ ہے کہ وہاں بائبل انصار اور خواری اس کی مدد کے لئے کمر بستہ ہوں گے۔

قرض و قرض مسیح کے جدا جدا حصوں سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم سرخ رنگ اور تختہ یا لے بالوں والے جن کو مگر ایسا موعود اور امام علیہ السلام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ان کا انجام انہی انبیاء جیسا ہو یعنی طبعی موت اور آنے والا موعود مسیح گندمی رنگ سیدھے بالوں والا امت محمدیہ کا ہی امام مہدی ہے جس نے خال یعنی عیسائی پاروں کا لالہ کے میدان

میں مقہود کرنا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسیح اور مہدی کا ایک ہی حلیہ حدیثوں میں آیا ہے اور مہدی کا رنگ بھی مسیح کی طرح گندمی یا سفید ہے۔

شیعہ روایات میں بھی امام مہدی کا یہی حلیہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ میانہ قامت اور حسین ہوں گے۔ س کے بے بال کندھوں پر ٹریں گے اور چہرہ کا نور مراد رواجی کے سیاہ بالوں میں خوب روش ہوگا۔

دیگر علامات میں یہ ذکر ہے کہ مہدی کی پیٹانی کشادہ اور پاک اور چنی ہوئی۔ یہ تمام علامات حضرت مرزا صاحب میں ظاہری طور پر بھی بدرجہ اتم موجود تھیں۔ چنانچہ آپ کو نہایت قریب سے دیکھنے والے اور گھر کے فرشتے حضرت میر محمد امین صاحب نے آپ کا حلیہ یوں بیان کیا ہے۔

”آپ کا رنگ گندمی اور بہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں یک
ورایت اور رخی جھلک ماری تھی۔ آپ کے سر کے بال نہایت سیدھے
پکٹے اور چند اور نرم تھے۔ سر ہن تک بے تھے جیسے عام طور پر بچے رکھے
جاتے ہیں۔ پاک بہایت خوبصورت اور بلند بالا تھی پکی سیدھی اور چنی اور
موروں۔ پیٹانی مبارک آپ کی سیدھی اور بلند چڑی تھی۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہدی کی رہن پیٹانی اور اونچی پاک کی نشانی سے ظاہری
علامت کے علاوہ ایک باطنی حقیقت بھی مراولی ہے کہ حد اتقانی اس کی پیٹانی میں ایک نور صدق رکھ
دے گا جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گا اور اس کا رعب اور عظمت مخالفوں کے دلوں میں رکھ دے گا اور
یہ ان علامات مہدی موعود میں نہایت قوت سے نمایاں طور پر پائی جائیں گی۔

رقم الحرف کے حضرت مولوی غلام رسول صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ حد امت مرے محمد بن امین بخاری پر مراد میر
حدیث ماصری کے حلیہ سے حد بیان نہ کرتے مجھ کو محمد میں کب مانتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

موعودم و علیہ ماثر آدم
یعنی کما ست تا بعد یا مبرم

حوالہ جات

- ۱۔ بخاری فضائل ائمہ ۲۰ باب لا یرخل الدجال ائمہ ۲۰
- ۲۔ مقدمہ حق شرح مشکوٰۃ المسابح جلد ۴ صفحہ ۳۵۹ عالمگیری پریس لاہور
- ۳۔ اختصار علی الحدیث جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ از علامہ ابن حجر ^{رحمۃ اللہ علیہ} مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، بانی خلیفہ
- ۴۔ عقد الدردر فی اخبار المستطیر صفحہ ۴۱۰ از علامہ یوسف بن شیخ المقدسی الشافعی (ساتویں صدی)
طبع ۱۹۷۹ء
- ۵۔ بودا و کتاب صدی حدیث نمبر ۷
- ۶۔ سیرۃ صدی جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۲ مولانہ حضرت مراد شیر احمد صاحب
- ۷۔ تلخیص از کتاب البیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۸ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۰
- ۸۔ صاحب حمد جلد ۱۰ صفحہ ۷۷ امرت علیک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے

خاص نشانات کا ظہور

عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیات بعد المائیں -

(سنن ابن ماجہ کتاب الفس باب الايات)

ترجمہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نشانات و آیات کا ظہور ۱۰۰ سال بعد ہوگا۔

تشریح: امام حاکم نے یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دی ہے۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰۰ سال بعد خاص نشانات کے ظاہر ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر چونکہ پہلی ۱۰۰ ہجری صدیوں کے بعد ایت خاص و اتفاقات کے رونما ہونے کا سلسلہ نظر میں آتا ہے اس حدیث پر چہ پاپ یا حاشیہ۔ غایب اسی لئے حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ المستویں کے فرق میں ان کی تفصیلات سے مراد ہزار سال بعد دوسو سال ہوں (گویا ۱۰۰ سال بعد خاص نشانات کا ظہور ہوگا) اور یہ زمانہ غیب مسیح صمدی و رد جال کا ہے۔^۱

حضرت ملا علی قاری کی اس بات کی تا یہ بعض روایات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کی مارک حاسن و برجائز کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

”وہ نشان یکے بعد دیگرے اس طرح مسلسل ظاہر ہوں گے جیسے موتیوں

کی مالا ٹوٹ جائے تو ایک کے بعد دوسرا موتی اُترنا چلا جاتا ہے۔ اس طرح

آخری زمانہ میں نشانات کے ظہور کا ایک سلسلہ ہوگا۔“^۲

یہ نشانات حیرت انگیز طور پر تیرہویں صدی ہجری میں پورے ہوئے۔

جن میں صلیب کا غلبہ اور مغرب سے ظلم کے سورت کا ظاؤں ہوا، تیز رفتار جدید سوریوں کی ایجاد و ہتھیاروں کی سواری کا مترہک ہو جانا، مسلمانوں کا زوال اور پستی، عالمی جنگیں، زلزلے، قحط، طاعون، و ہمارستارہ اور زمینوں میں چاند سورت برہمن کے نشانات شامل ہیں۔

ایک اور حدیث میں مہدی کا زمانہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ

”سب ایک ہزار و سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو

ظاہر فرمائے گا“

رسول اللہ کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق پچھلے دور پچھلے ان نشانات کے ظہور کا جو کجانی منظر ہزاروں سال بعد تیرہویں صدی میں نظر آتا ہے اس کا عشر عشر بھی آپ کے دو سو سال بعد کے زمانہ میں دکھائی نہیں دیتا۔ ان زبیر، ست و اتفاقی شائقوں اور نشانات کے جلو میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۰ھ میں الامام الہی سے شرف ہوئے۔ آپ نے مسجد وقف و مسجد مسیح و مہدی ہوئے کا دعویٰ کیا اور اس حدیث ”دو سو سال بعد خاص نشانات“ پر توجہ کے نتیجہ میں آپ پر حملہ لایا کہ اس حدیث کا ایک منشا یہ ہے کہ تیرہویں صدی کے ”مسیح موعود“ کا ظہور ہوگا، رشتہ کی طور پر آپ پر ظاہر کیا گیا کہ آپ کے امام مہدی احمد قادیانی کے بعد احرار پورے تیرہ سو بنتے ہیں اور اس وقت تمام مہدیوں میں اس امام کا ”کوئی شخص موعود نہیں اور توجہ دلائی گئی کہ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہوئے پر ظاہر ہونے والا تقاضا کی پہلے سے یہی تاریخ امام میں مقرر کر دی گئی تھی۔“

حوالہ جات

- ۱۔ مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۶۸ مکتبہ المدینہ ریاض
- ۲۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ مکتبہ المدینہ مصر
- ۳۔ ترمذی ابوبکر، الفتن باب ما جاء فی حلول المسیح، ۱۰۰
- ۴۔ نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ مطبع احمدی پرنٹنگ پریس بکوالہ آباد بنی شیبہ
- ۵۔ شخص رر رر رر، ۱۸۶۱ جلد ۳ صفحہ ۱۹۰

عالمِ اسلام کے زوال کی پیشگوئی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ الْمَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِرَاعًا يُسْرِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمٌ اتَّحَدَ النَّاسُ دُءً وَهُمْ أَهْلُهَا لَا فَسَلُوا أَفْقَتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَصَلُّوا وَاصْلُوا

(بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو بنی نوع انسان (کے سینوں) سے اچک کر یکدم میں سے لے لے گا بلکہ عام باعمل لوگوں کی موت سے علم اٹھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی حقیقی عام باقی نہیں رہتا تو لوگ (بے عمل) جاطوں کو سردار بنا لیتے ہیں ان سے جب کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو وہ بعیر علم کے توفیٰ دیتے ہیں۔ وہ تو بھی گمراہ ہوتے ہیں اور وہ میں کو بھی گمراہ (بتاد) کرتے ہیں۔

تشریح۔ یہ حدیث صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے روایت کی ہے اور امام بخاری اور مسلم نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

اس حدیث میں مذہبی قوموں کے زوال کا ایک اہم سبب بتایا گیا ہے کہ مہر زمانہ سے علم و عمل کی حفاظت نہ کرے گئے نتیجے میں وہ بدترتیب و فساد میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پہلی تین صدیوں کو خیرترین قرار دیا اور فرمایا کہ اس کے بعد شرابیاں پیدا ہواں گے جو عام میں ہیں۔ اس کے بعد شیخ اعظم کے ہر سالہ دور میں مسلمانوں نے زوال پر یہ ہو کر جس انتہائی مارک حالت میں پہنچ جاتا تھا اور ان کی نیکی قیامت اور امتداد پر بھی بدیانت اور مائل لوگوں کا قبضہ

ہو جاتا تھا۔ ان کی عملی حاست بڑ جانی تھی اور زمانہ اب قتل اور مال کی فراوانی کے فتنے عام ہو جانے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی دینی و مذہبی قیامت بھی تباہ ہو جانی تھی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْفَعِي مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا
الْحَمَةُ وَلَا يَنْفَعِي مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ
حَرَابٌ مِنَ الْهَيْدَى عُلَمَاءُهُمْ شُرٌّ مِمَّنْ قَعَتْ أَدِيمُ السَّعَاءِ مِنْ
عِنْدِهِمْ مَخْرُجُ الْفَسَادِ وَفِيهِمْ مَعُودٌ ۚ

یعنی لوگوں پر وہ زمانہ آتا ہے کہ اسلام کا محض نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے محض الفاظ رہ جائیں گے (یعنی عمل حاکم رہے گا) اس زمانہ کے لوگوں کی مسجد عظام تو آباد ہوں گی مگر مدت سے خالی ہوں گی وراں کے علماء آسمان کے نیچے جہنم میں مخلوق ہوں گے ان سے ہی فتنہ پیدا ہوگا اور نہیں میں لوٹ جائے گا۔ شیعہ مسلک میں بھی یہ حدیث مستحکم ہے۔

اس حدیث میں اسلام کی حاست راز کے بارہ میں ہونٹیاں بیاں کی گئی ہیں وہ ایک زمانہ سے منہمک پوری ہو چکی ہیں چنانچہ مسلک اہلحدیث کے حامد نواب نور الحسن خاں ابن نوب مدینہ حسن خان نے قریباً ایک صدی قبل اس ملامتوں کے پورا ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا:

”جس دن سے اس امت میں یہ فتنے واقع ہوئے چہ یہ امت یہ ملت نہ
سنبھلی اس کی غربت اسلام کی کیا بی روبرو ہوتی تھی یہاں تک کہ اب
اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں
لیکن مدت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو اپنے
آسمان کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔“

مولانا حالی نے اس حاست راز کا نقش یوں تمثیل کیا تھا

ربا دین باقی نہ اسلام باقی
نقطہ اسلام کا رد گیا نام باقی

دین اسلام پر ایسے مارک حالات میں جب امت نے بڑا رعب و کار و یہ اختیار کر لیا تھا ایک
مسیح کی جبروتی غیبت میں اسلام کے تمام ایسے صدی کی جس نے ایمان کو آسمان کی بلندیوں سے

و جس لاکر دنیا میں قائم کرنا تھا۔ مہلسیت اور شیعوہ مسلک کی احادیث اس پر مشتق ہیں کہ امام مہدی مت میں یک ہیہ انقطاعات کے بعد لوگوں میں اختلاف اور فتنوں کے ظہور کے وقت آئے گا۔^۱

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی عین ان حالات میں تشریف لائے اور دعویٰ کیا کہ وہ امام کے مسدوئوں کو حقیقی اور چار مسلمان بنانے کے لئے آئے ہیں اور الحمد للہ آپ نے یہ وعدہ پورا کر دکھایا۔ اور یک ہی پاک جماعت کی بنیاد ملی جس کے بارے میں حدامہ اقبال جیسے مفکر کو بھی عترت فرما پڑی کہ

”ماویٰ یہ ہے کاٹھنہ نمونہ اُنر کسی جماعت میں موجود ہے تو وہ بھی جماعت احمدیہ ہے۔“^۲

حوالہ جات

- ۱۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، از علامہ رالدین مینی جلد ۱ ص ۵۴۶، درالطبایہ القام ۵۔
- ۲۔ بخاری کتاب السماء، باب لا شہ علی شہادۃ یور۔
- ۳۔ بخاری کتاب العلم، باب رفع العلم، مطبوعہ رائل۔
- ۴۔ شعب الایمان از امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، ج ۲، ص ۱۳۱، دارالکتب العلمیہ بیروت و مشکوٰۃ کتاب العلم، القروع من الجامع الکافی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳، حدامہ ابو جعفر محمد بن کہس، مطبع تولشہ۔
- ۵۔ بی ر لاؤر جلد ۵ صفحہ ۱، مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۸۲ء۔
- ۶۔ اقرب السامہ صفحہ ۱، در نور الحسن خان مطبع سعید المطابع بنارس ۱۳۲۲ھ۔
- ۷۔ کشف المحجۃ فی معرفۃ الامانہ جلد ۲ صفحہ ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶

فرقہ بندی-فرقہ ناجیہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى أَرْبَعِينَ وَسَبْعِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ وَتَفَرَّقَ أَهْلُي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً

(ترمذی ابواب الایمان باب افتراق هذه الامة)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی کہتے یا بہت فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ اسی طرح نصاریٰ کا حال ہوا اور یہودی امت بہت فرقوں میں متحارب ہو گئی۔

تشریح۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبلہ، راہن ماجہ سے بیان کی ہے امام ترمذی اور حاکم انہوں نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔^۱ بلکہ امام حاکم سے تو اسے مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث پر سنی، شیعہ، انہوں مکاتب فکر کا اتفاق ہے۔^۲

اس حدیث میں امت محمدیہ کی یہودی سے جس گہری مشابہت کا ذکر ہے اس کی تفسیر ہماری روایت میں اس طرح ہے کہ جیسے ایک جوتی، دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے اس طرح یہ امت یہودی (سے مشابہت پر اس کے نقش قدم پر چلنے کی) اور اگر کوئی یہودی بدعت اپنی ماں کے ساتھ مدنیہ بدکاری کا مرتکب ہو، محتاط میری امت میں بھی نہ دریا بہ قسمت ہوگا۔^۳

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں امت کے ایک حصے کا نام یہودی رکھا، ہاں بعض فرقہ کا نام عیسیٰ بھی رکھا۔ اسی طرح ۳۷ فرقوں میں سے ایک فرقہ کے مدعیات یا نئے ہونے کی بھی بشارت دی اور اس فرقہ ناجیہ کی تلاش۔ مسلمان پہ واجب ہے کہ اس کی ایک اہم علامت نبی کریمؐ نے

یہ بیان فرمائی کہ ماسما علیہ واضحاہنی کہ وہ جماعت میرے اور میرے صحابہ کے نمونہ و نقش قدم پر چلے، لی یولی۔

ایک اور حدیث میں بخر بلاک ہونے والے فرقوں کے مقابل پر ماحی فرقہ کی ایک اور نشانی آپ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ متحد جماعت ہوں گے اور ظاہر ہے کہ حقیقی جماعت کا تصور بغیر امام کے نہیں ہوتا جس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب آخری زمانہ کے فتوں کا ذکر فرمایا تو حضرت حدیث رضی اللہ عنہ نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ان حالات میں ہمارے لئے کیا ہدایت ہے۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کی اس جماعت میں شامل ہونا جس کا ایک امام ہو، ہو اور اگر کوئی امام ولی جماعت نہ ہو تو تمام فرقوں سے ناروا شربنا حواء، رخت کی جزیں کھائے اور سرد کرنا پڑے یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ فرقہ واریت اور گمراہی کی طرف دعوت دینے والوں کے زمانہ میں اگر تم حد کا کوئی خلیفہ یا کھوتو اس سے چٹ جانا حواء تجھے مارا جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے۔

آج ملت اسلامیہ کے تمام فرقے ایک دوسرے پائے کے تھے۔ لکڑی کے تھے اور تختی کا شکار ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں ان تمام فرقوں نے مل کر مشنہ طور پر جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور یہ بنیادی طاقت جماعت احمدیہ کے حق میں بری شاں سے پوری کردی کہ فرقوں نے ہی جماعت احمدیہ کو اپنے سے الگ اور تباہ کر کے ماحی فرقہ ثابت نہیں کیا بلکہ صحابہ و اہل سب نیک قدر اور اعلیٰ اخلاق بھی اس فرقہ میں من حیث انہماک ہو، میں جس کے غیر بھی معتقد ہیں۔ پس آج روئے زمین پر ہمارا یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا نمونہ اور نمونہ و نمونہ والی ایک ہی جماعت ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی خاطر جان و مال اور وقت و عزت کی قربانیوں دے رہی ہے۔ وہی منفرد جماعت جسے آج کلہ، ان، تبلیغ، حج و غیرہ سے اسی طرح روکا گیا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے گمے تھے ماں ہی جماعت آج بیسویں صدی کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی مذہب کے امام پر تہمتہ کا نشانہ بن کر صحابہ رسول کی طرح صرف مظلوم ہی نہیں بلکہ ان کے صبر و رضا کا شہید بھی اختیار کئے ہوئے ہے اور ایک امام کے ماتھے پر یہی متھ ہے کہ اس کے اشارے پر اٹھنے اور بیٹھنے والی ہے۔ یا ایسی جماعت کی نظیر آج کی دنیا میں نہیں پیش کی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد ۳ صفحہ ۳۶۷، کتاب العربی - بیروت
- ۲۔ ہی رالافہ جلد ۲۸ صفحہ ۳۱، ۳۲، ارجاء اللہ اش العربی بیروت لبنان ۱۹۸۳ء
- ۳۔ ترمذی کتاب الامان باب الفہ اق حید والامت
- ۴۔ ترمذی کتاب الامان باب الفہ اق حید والامت
- ۵۔ بخاری کتاب المساقب باب ما یات فی الاسلام
- ۶۔ مسند محمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۳، اش العربی - بیروت

دجال کی قوت و شوکت اور اس کی برق رفتار سواریاں

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ما
بعث اللہ من نبی الا ابلر امہ . ابلر و نوح و السبؤن من بعدہ
وانہ یحرق لیکم لما خعی علیکم من ضامہ فلیس یحمی
علیکم ان ربکم لیس بأعور و انہ أعور العین الیمنی کان
عینہ عینہ طویۃ

(بخاری کتاب المعاری باب حنیۃ الوداع)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ یہ نبی نے اپنی قوم
کو دجال سے ڈرایا نوح علیہ السلام اور ان کے بعد نبیوں نے اس سے ڈرایا اور وہ (اچان)
تمہارے مدرسہ و حواء ہو گا۔ اور اس کی جو حالت، ہیبت اب تم پہنچی ہے وہ اس وقت کھل جائے
گی۔ تمہارے رب ایک چشم نہیں ہے اور دجال اس میں آنکھ سے کانا ہے دیا اس کی آنکھ کا ڈیلا بھر
ہو ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا روایت کی محنت کی بناء پر امام بخاری نے اسے اپنی تصحیح میں جگہ دی، دجال کے
بارہ میں سے روایت بخاری کے ملاوٹ صحیح مسلم، ابوداؤد، مشد احمد اور مستدرک حاکم میں موجود
ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ دجال اپنے ساتھ جنت اور آگ کی مثل یعنی ان سے ملتی جلتی
پتھر لے کر آئے گا میں جسے د جنت کہے گا اور اصل د آگ ہوگی۔

مغیر ذہن شعبہ کی روایت کے مطابق کسی شخص نے ان سے ریا دینا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
دجال کے بارے میں سوال نہیں کئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ایک دفعہ مجھے فرمایا تجھے
س سے یہ یاد دے میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دجال کے ساتھ رہائی کا پیر اور پانی

کی نہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے باوجود اس کی تابعی اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ، جال کی، دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک۔ف۔ز۔“ نکس ہوگا۔

س۔ حادِ بیٹ صحیح میں، جال کی وہ علامات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاں فرمائی ہیں جن کے ظہور سے مختلف مکاشفات میں آپ کو ترہاے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلی روایت میں جو بن عمرؓ سے مروی ہے خطہ جہ، اللوات کے موقع پر، حال کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، جال کی جو باتیں یا حالتیں اس وقت تم پہنچتی ہیں وہ اس کے خبیث کے بعد رخ و کھل ج میں کی، پہنچتی نہیں رہیں گی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ، جال کی علامات کو ظاہر پر محمول کرنے کی بجائے ان استعارات و اشارات کی حقیقت سمجھنی ہوگی۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ظاہری اور باطنی حلیہ تک بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ظاہری حلیہ کے لحاظ سے آپؐ نے، جال کو ایک تہ مند نو جوان چوڑے سینے سفید ریشم رنگ کی چھٹائی اور چھوٹے کشمیر یا طے بالوں والا دیکھا۔ اور عمر بنی قوم کے یہی حد و خیال ہیں جن کے مائدہ کے طور پر ایک شخص آپ کو دکھایا اور مذکورہ بالا حدیث میں، میں آنکھ سے لگا ہونے میں، جال کے باطنی حلیہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ دیگر روایات میں ہے کہ اس کی، میں آنکھ دانی، انگور کی طرح موٹی ابھری ہوئی اور بانیں آنکھ ستارہ کی طرح ریشم ہوگی۔ اس سے مراد اصل، دین کی آنکھ سے عروسی اور دنیا کی آنکھ کا تیز ہونا ہے۔ گویا وہ مذہب اور روحانیت سے بے بہرہ ہوگا جب کہ اس کی، یا، ہی عقل بہت تیز ہوگی۔ جال کے مذہبی تشنہ، اور مشرکانہ عقائد کی طرف اشارہ اس مثال سے ظاہر ہے جو نبی کریمؐ سے شریعت قبیلہ کے ایک مشرک مذہب افوی بن قحط سے مشابہ دیکھا اور جال کی چھٹائی پر ”کافر“ لکھا ہوئے۔ اس سے مراد، جال کے غریہ عقائد اور اعمال ہیں جو اس کے غر پر کھلی، لیل ہوں گے۔

حضرت حمیم، اری کی مشہور حدیث میں بھی، لڑ ہے کہ اسوں نے ایک مغربی تزیں سے میں، ان کو ایک گرجا میں مقیم، دیکھا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ عیسائی قوم اور ان کے پادری ہی، ان میں۔ جن کا تعلق تزیں دنیا، افغانستان سے ہوا، پشلیس رم کے رتبے سے دنیا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

پنی قوم کے یک منہ و فرہ کے شور پر، کھایا گیا۔

۱۰ صاحبوں سے خاتمہ ہے کہ جیسائی پارکی اور مغربی قوم ہی وہ خال میں دن کے بارہ میں
 ۱۱ ویت میں یوں فرمودہ تمام و دشمن پورے ہو چکے ہیں کہ جال روئی اور پانی کے پیر ساتھ لے
 ۱۲ رخصتے گا وریزی تیزی سے دنیا میں پھیلے گا اور ہر طرف فتنہ و فساد اور تباہی پھیلانے کا ہر جسے
 ۱۳ چاہے گا قتل کرے گا اور جسے چاہے گا زندہ کرے گا اور اس کے حکم پر بارش بھی برہے گی وریزی میں
 ۱۴ گائے کی وریزی نے کمال ماہ برہے گی جس کا مطلب صرف یہ تھا کہ خال پنی خصوصیت
 ۱۵ وریزی ریبوں سے خدا کے کاموں پر ماتھ ڈالے گا اور کوشش کرے گا کہ بارش برسا دے بارش بند
 ۱۶ کرنا، پانی بکشت پیدا کرنا اور پانی خشک کرنا، یہاں وہ تمام نظام طبعی پر تصرف تمام اور کامل خدا کی
 ۱۷ کے ماتھ آجائے ۱۸ اور جنت و دوزخ پر خال کے اقتدار سے مراد جیسا کہ نظام دین تحریر نے اس کی
 ۱۹ تشریح کی ہے کہ وہ اعام و ابرام اور مذہب کا رہوگا جو اس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام
 ۲۰ و کرم کر کے دیا دے گا اپنی جنت میں داخل کرے گا جس کے نتیجے میں وہ لوگ اخروی عذاب کا
 ۲۱ مورہ بھریں گے اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ اس کی دیا کو جہنم بنا دے گا مگر یہ لوگ شرابی
 ۲۲ جنت کے وارث ہوں گے ۱۹

روئی اور پانی کے پیر اس کے ساتھ ہوئے ہیں ایک تو اس حاکمہ ر مغربی قوموں کے کھل دینا پر
 ۱۰ اقتصادی و معاشی اقتدار و غلبہ کا ذکر ہے ۱۱ اور اس کی ایسا کردہ سوار یوں ریل گاڑی، ہوائی
 ۱۲ جہاز، بحری جہاز کی طرف اشارہ ہے جن میں اور ان سہ خوراک و خیرہ کے جملہ سامان مہیا ہوتے
 ۱۳ ہیں۔ ۱۴ خال کی یہ ایجابات اور سواریاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکاشفات میں دیکھ کر
 ۱۵ کی جو تصویر کشی فرمائی ہے وہ صاف شور ہے آج کل کی سوار یوں کا نقش پیش کرتی اور ہمارے آقا و مولا
 ۱۶ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صد اقت پر رمد و آوہ ہے نیز خال کی بھی واضح تعمین کر دیتی
 ۱۷ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خال کا گھر حاسر زلمبا ہوگا جو چاند کی مانند روشن ہوگا۔ ۱۸ اس کی تیز رفتاری
 ۱۹ کا یہ حال ہوگا کہ اس کے قدموں کے درمیان ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ طے ہوگا۔ زمین
 ۲۰ اس کے لئے پیٹ دی جائے گی اور وہ دباؤ کو بھی پکڑنے پر قادر ہوگا اور سورج کے مغرب کی
 ۲۱ طرف جانے سے بھی آگے نکل جائے گا اور سمندر میں بھی کھس جائے گا۔ اس کے آگے دھوئیں کا
 ۲۲ پیر ہوگا اور پیچھے سربہ و ثواب پھاڑے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو اپنی طرف ایسی آواز سے بلائے گا جسے

مشرق و مغرب میں سب جانے لگا۔

وہ حال کی غیر معمولی قوت و طاقت کے اظہار کے طور پر اس کی حیرت انگیز عبادت کی تیز رفتاری کا ورنہ بھی احادیث میں موجود ہے کہ، جال کا گدھا سمندر میں گھس جانے لگا، ”صرف ٹخنوں تک ڈوبے گا“، کبھی اس کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہو گا۔ اور بعض غرور و مبالغہ میں طے کرے گا، ”اس کے ساتھ وہ پیارے بچے ایک میں چلے اور پانی و نیر و کھانے پینے کا سامان و دوا سرے میں، حواں اور آگ ہوئی۔“ اور جال کے ساتھ تہذیب و دیوبند مراد و عورتیں ہوں گی۔ اس دور کے بعض علماء نے ریل گاڑی سے، جال کا گدھا حمار یا بے جس کی خجہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

وہ حال کی سواری کی یہی علامات شیعہ کتب میں بھی موجود ہیں نیز تمنا ہے کہ آئندہ میں یہی سواریاں ہوں گی جن میں روزن اور شیش ہوں گی۔

حوالہ جات

۱۔ بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ ﷻ لقد ارسلنا نوحا ابلی قوما

۲۔ بخاری کتاب الفتن باب کراہۃ حال

۳۔ بخاری کتاب الفتن باب کراہۃ حال

۴۔ مصنف ابن شیبہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۹-۱۴۴ مطبوعہ دار الفکر آف انوار العلوم الاسلامیہ کراچی

۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۷-۳۷۲ مطبوعہ دار الفکر آف انوار العلوم الاسلامیہ کراچی

۶۔ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۸-۳۷ مطبوعہ دار الفکر آف انوار العلوم الاسلامیہ کراچی

۷۔ مسلم کتاب الفتن باب کراہۃ حال

۸۔ مسلم کتاب الفتن باب کراہۃ حال

۹۔ مفہوم رخصت کوثر، صفحہ ۲۱-۲۰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۳۰

۱۰۔ فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن باب کراہۃ حال

- ۱۔ مشنوقہ لمصاحح کتاب الفتن باب العلامات و ذکر اہل جال النعل الاثر
- ۲۔ کتبہ العمال جلد ۷ صفحہ ۶۶۳۔ مطبوعہ اردو المعارف نظام حیدرآباد ۱۱ کن
- ۳۔ مصنف ہی بنی شیبہ کتاب الفتن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۴۔ مطبوعہ اردو انقرآن و العلوم الاسلامیہ سرچی
- ۴۔ کتبہ العمال کتاب اقیامہ جلد ۷ صفحہ ۴۰۱۔ اردو المعارف نظام حیدرآباد
- ۵۔ کتبہ العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴۹ کتبہ تراث الامانی (طب)
- ۶۔ مد یہ مسد یہ صفحہ ۸۹، ۹۰ مطبع نظام کانیہ ۱۶۹۳ھ
- ۷۔ بحر لاف جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ ان ۳۰۱ احباب علامات خیر النبی

اسلام کا مسیحا اور قتل و جال و یا جوج و ما جوج

عن النّوّاس بن سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ - ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذّحَالَ (فقال) انه شابٌ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَائِفَةٌ كَنَانِي أَصْبَهُهُ بَعْدَ الْعَرَى بْنِ قَطَرٍ، لَمَحَ أَذْرَكُهُ مِنْكُمْ فَلْيَمْرُأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا اسْرَاغُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: كَالْعَيْثِ اسْتَلَدَ بَرْقُهُ الرِّيحَ... فَبَيَّنَمَا هُوَ كَذَلِكَ أَدْ بَعَثَ اللهُ تَعَالَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَمْرُلُ عَمْدَ الْمَسَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِي دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَيْنِ وَاصْصَاعَا كَفَّيْهِ عَدِي الْجَنْحَةِ مَلَكَيْنِ... فَيُطْلَبُهُ حَتَّى يَمْرُكَهُ بِنَابٍ لَدَى... فَبَيَّنَمَا هُوَ كَذَلِكَ أَدْ أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَلَمَّا أَحْزَنَتْهُ عِبَادًا لَمْ يَلَا يَمَانٍ لَا حَوْلَ بِقَتَالِهِمْ فَحَزَرَ عِبَادَتِي إِلَى الطُّورِ وَتَبِعْتُ اللهُ بِاخْوَجَ وَمَا حَوْجَ وَهُمْ مِنْ كَلِّ حَدَثٍ بِسِلْوَى الْحَجِّ

(مسلم کتاب النّسب باب ذکر الذّحَالَ الحج)

ترجمہ: نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اسے کشتہ یا لے بالوں والے ایک تہمند نوجوان کی صورت میں (یک مشرک) عبد الوہی بن قطن سے مشاہدہ کیا۔ تم میں سے جو اسے پاے وہ اس پر سورۃ کہف کی بتدنی آیات پڑھے صحابہ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ وہ اس تیزی سے زمین میں چلے گا۔ فرمایا اس بال کی طرح جسے ہوا اڑا کر لے جائے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ ”رودہ شمس کے مشرق میں غید ہمارے پاس ۱۰۰ چاروں میں لپٹے ہوئے وہ“

فرشتوں کے پرہوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لائے گئے۔ جو مسیح موعودؑ، جال کی جال میں نہیں گئے یہاں تک کہ وہ اسے بساٹ لے کر پکڑیں گے اور اسے قتل کریں گے۔ اور یہی شاء اللہ تعالیٰ حضرت یونسؑ کو وحی فرمائے گا کہ میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ آج ہی کو اس سے جنگ کی طاقت نہیں پس میرے بندوں کو طور پر پناہ کی طرف لے جا اور اللہ تعالیٰ یا بروت مایوت کو کھڑا کرے گا اور وہ ہر بندی سے چڑھ اڑیں گے۔

تشریح: امام مسلم نے اس حدیث کی صحت کی بناء پر اسے اپنی صحیح میں جگہ دی۔ یہاں اس طویل حدیث کے بعض حصے منتخب کیے گئے ہیں جو اصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مکاشفہ پر مشتمل ہیں جن میں آخری زمانہ کے سب سے بڑے فتنہ جال مایوت مایوت اور اس کے قلع قمع کرنے والے مسیح موعودؑ سے متعلق بتائے گئے۔ آپ کی یہ روایات صادق و قابل اعتبار صلب ہیں۔

۱۔ پیشگوئیوں میں ایک اہم پیشگوئی مسیح موعودؑ کے مقام حضور کے بارہویں ہے کہ وہ دمشق کے مشرق میں واقع ہوگا اور مسیحیت و مہمدیت کے عوید اور حضرت مراد صاحب کا مقام قیور تھا اور اب بھی پیشگوئی کے مطابق دمشق سے بین مشرق میں اسی عرض بلد پر واقع ہے۔ عقیدہ مینار سے کوئی خاص نام ہی مینار اس لئے مراد نہیں ہو سکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ مینار کا کوئی روئے تھا یہی اس وقت دمشق میں ایسا کوئی مینار موجود تھا۔ جامع الاموی دمشق کا شرقی مینار تو آٹھویں صدی ہجری میں تعمیر ہوئے۔

پس عقیدہ مینار کے پاس اترے کی تعمیر جو جو زمانے نے تحمل دی، یہ ہے کہ دمشق آمد و رفت اور رسل و رسائل کی سہولتوں کے باعث اسلام کا پیغام یا کو پھنپا کر اس کے نور سے سور کرنا آسان ہو جائے گا اور اس کی روشنی اور آواز جلد تر یا میں پھیلے گی۔ اسی طرح حدیث میں مسیح کے اور روئے چاہیں اور مینے کا جو ذکر ہے اس کی تعمیر وہ میناریں سے ہے۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ ان میناریں کے باوجود مسیح موعودؑ کا عظیم الشان اسلامی خدمات کی توفیق پائے گا اس کے سوا نبی اللہ ہونے کا کتاب ہوگا۔ چنانچہ حضرت مراد امام احمد کا یاقی علیہ السلام کی دورانہ اور یا بیس کی میناریں کے باوجود اسلام کے افق اور تائید میں انہی کے قریب تصانیف واقعی ایک عظیم الشان و قابل قدر خدمت ہے۔ فرشتوں پر ہاتھ رکھنے سے مراد فرشتہ خصلت انسانوں کی مدد اور تعاون ہے جو مسیح

موجود کو حاصل ہوا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ۱۰۰۰۰ مرہوں کے لندھے پر ماتھر لکھے کا، مرمو بود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے واقعی حضرت مرزا صاحب کو ایسے اموان و انصار بھی عطا فرمائے جو واقعی فرشتے خصلت تھے۔

جہاں تک دخال کے لفظ کا تعلق ہے، ”جل“ کے معنی ہی جہ کو احاطہ کرنے کا معنی سازی کے ہیں۔ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے کو بھی، خال کہتے ہیں اور اپنی نشت کی وجہ سے ساری زمین پر پھیل جائے والے اور سامان تجارت سے رہے زمین کو احاطہ کرنے والے کو بھی، دخال کہتے ہیں۔ یہ صفات عیسائی قوم کے، یعنی اور، نہی علماء میں بدرجہ اتم مرمو بود ہیں جو حضرت مسیح کو حد بنانے کے سب سے بڑے جھوٹ کے مرتب ہو رہے ہیں۔ اور دخال اس مغربی قوم کا مذہبی امام ہے سبک سیاسی قوت و طاقت کے اعتبار سے انہیں یا جوت ماجوت کے امام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یا جوت ماجوت کے الفاظ ”ج“ سے مشتق ہیں جو آگ کے شعلہ مارنے یا بجڑنے کو کہتے ہیں۔ اور اس قوم کے امام میں ہی ایک شمار دآگ کو تحریر کرنے اور بڑی مبارک سے آگ سے کام لینے کی طرف تھا، اور ہر شمار داس قوموں کی ماری رشت کی طرف تھا کہ یہ مشنہ قومیں تانی تیز اور چالاک و شکاری میں حاق ہوں گی۔ احادیث میں ایک طرف اس قوم یا جوت ماجوت کے مذہب کا ذکر ہے، دوسری طرف دخال کا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک عی قوم کے دو صفاتی امام ہیں۔ ورنہ جب دنیا پر پہلے ایک قوم کا فاض ہوئی تو دوسری کا ملکہ کہاں ہوگا؟ یا جوت ماجوت کے فساد پر پا کرنے کا سورہ کہف کے آخر میں ذکر ہے اور اس حدیث میں دجال کے فساد پر پانے کا بیان ہے جس کے فتنہ سے بچنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنے کے لئے امت کو ہدایت فرمائی۔ ابتدائی آیات میں خاص طور پر ان لوگوں کو انداز کرنے کا ذکر ہے جنہوں نے حد کا بیٹا قرار دیا ہے نیز عیسائیت کے باطل عقائد الوہیت مسیح اور کفار و غیرہ کا ذکر ہے جس سے مکمل جاتا ہے کہ دخال سے مراد عیسائی قوم ہی ہے جس کا مسمی، عملی مقابلہ کرنے کے سے سورہ کہف پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں جن ضائفیں سے بچنے کی عام مسلمانوں کو تلقین کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عیسائی مذہب کے لوگ مراد لئے۔ یہی وہ دخال ہے جس کا ذکر سورۃ کہف کی آخری آیات ۱۰۳ تا ۱۰۶ میں اس طرح ہے کہ اسوں نے مذہب کا باوجود اڑھ رکھا ہے مگر تمام ترکوششیں دینا

کی خاطر وقف ہیں اور اپنی مادی و معنوی ترقی پر مازاں ہیں۔ انہیں طاقتور ترقی یافتہ اقوام سلطنت
روں وغیرہ کو بائبل میں جوت (یعنی یا جوت) کے لقب سے یاد کیا گیا ہے اور اس کے بارہ میں لکھا
ہے کہ وہ بھی اس مغرب کی مرزبین کے باشندے ہیں۔^۱ اور یہ قدیمی امام آت تک مغربی قوم
پنے لئے استعمال کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتیں، بلکہ حال لندن میں سب یا جوت یا جوت کے ٹسمے
س کی کافی شادیت ہیں۔ جن کو بارہ ایسا دوسرے نے کی تقریب پر ۱۹۵۱ء میں چھپل نے یا جوت کو
روں ورم جوت کو امریکا اور اس کے اتحادیوں کا نشان قرار دیا تھا۔^۲

حضرت شاد ولی اللہ محدث، مدنی نے، جال کوٹھور کا مجموعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ
یہ جوت یا جوت، حالی روح کی بھی ترقی یافتہ شکل ہوئی جس سے شرعاً عام ہوگا، نظام عام، رسم برہم
ہو جائے گا۔ تعبیر دنیا کی کتابوں میں قل، حال کی تعبیر کا فرار و بدعتی کی ملاکت سے قیاسی ہے۔^۳
اس حدیث میں نبیؐ لڈ کے پاس و جال کوٹھور نے کا ذکر ہے۔ لڈ کے معنی بحث کرنے والے
کے ہیں۔ پس اس سے مراد جالی عقائد باطلہ کا توڑ اور علمی و عقلی لحاظ سے مذہبی بحث کے بعد دلائل
کے ساتھ اس پر فتح حاصل رہا ہے۔ مسیح کا یہی نام احادیث میں مانتا ہے، مگر سر صلیب کے طور پر بھی
یہ ثابت کیا ہے۔

حضرت ابو مرزوق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں، جال کی ملاکت کی مزید وضاحت ہے کہ
جب عیسیٰ بن مریمؑ یاف لائے مسلمانوں کو نماز میں امامت نہ دے گا، ان میں گئے تو حد کا انٹرن (انجیل) ر
کو دیکھ گا تو ایسے پھل جائے گا جیسے پانی میں نمک مل ہو جاتا ہے اور اگر مسیح موعود سے چھوڑ بھی
دے پھر بھی وہ کھل ہی جائے یہاں تک کہ خود ملاک ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ اسے مسیح کے ساتھ سے قتل
کرے گا اور وہ اس کا خون اپنے نیزے میں دیکھ گا۔^۴

اسی طرح حدیث میں ہے کہ و جال مشرق سے اٹھے گا اور ماہ اختلاف اور فرق بندی کا ہوا
جال کا غلبہ چالیس دن یعنی ایک مکمل مدت تک رہے گا اور مومن سخت تنگی محسوس کریں گے تب عیسیٰ
مدینہ مدینہ یاف لائے لوگوں کو امامت نہ دے گا اور جو نیک و بد کوٹھ سے رہا میں گئے اور سمیع
اللہ لمن حمدہ انہیں گئے اللہ و جال کو قتل نہ دے گا اور مسلمان غائب آئیں گے۔^۵

ریٹشہ سچ حدیث کے آثار میں بھی، رہنما کو یا جوت یا جوت سے غائب کی مقابلہ کی کسی کو طاقت نہ
ہوگی۔ تب مسیح موعود کو جہالت مومنین کے ساتھ کھو رہا ہوا لیکن پناہ لینے کی بددیت لی جائے گی۔ یعنی

اُمّتِ محمدیہ کا نجات دہندہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْرَ كَيْفَ الدِّخَالُ فُلُومًا
مُتَلَكِّمًا أَوْ خَيْرًا مِّنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَنْ يُخْرِجِيَ اللَّهُ أُمَّةً أَمَّا أَوَّلُهَا
وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَحْرَهَا -

(مسند رک حاکم کتاب المغازی باب ذکر فضیلة جعفر)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم ہے کہ دجال تمہارے جیسے یا تم سے بہتر لوگوں کا زمانہ پائے اور اللہ تعالیٰ اس امت کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا جس کے آغاز میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم۔
تشریح: یہ حدیث امام ابن ابی شیبہ علامہ، عینی، علامہ سیوطی نے بھی بیان کی ہے۔ امام حاکم نے سے بخاری، مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے بھی اس حدیث کی سند عمدہ قرار دی ہے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ امت محمدیہ میں صرف فرقہ بندی، فتنہ، مسا، دجالوں کے ہوں کی آمد و رفت کے، رعب و ہراس، نہ پاوی کی خبر ہی نہیں، کی تھی بلکہ اس امت مرحومہ کو ملائکت سے پچھلے کے سے عیسیٰ بن مریم جیسے وجود کے نجات دہندہ بن کر تشریف لانے کی بشارت بھی دی تھی ہے۔ یہ حدیث سننے والے شیعوں، انوں مکاتب فکر کی کتب میں کسی قدر منطقی فرق کے ساتھ موجود ہے۔ شیعہ روایت میں یہ ضافہ بھی ہے کہ دولت ایسے ملک ہوگی جس کے شر میں میں، رطلی، مریری والا، کے یار و صاحب فہم، ہستے ہوں، اور آخر میں مسیح ہے لیکن، رمپانی زمانہ کے لوگ ملک ہوں گے میرا ان لوگوں سے اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس کے بالقابل سنی مسلک کی نسبتاً بعد کے زمانہ کی کتب ابن مسافر وغیرہ میں "والحمہدی فی وسطہا" یعنی وسطی زمانہ میں مہدی ہوگا کے اتنا ظہر ہے۔ جو قدیم معاصر میں موجود نہیں چنانچہ مشہور شیعہ عام شیخ علی کورانی نے اس حدیث پر اپنی یہ تحقیق لکھی ہے کہ ان کتب میں والحمہدی فی وسطہا کے اتنا ظہر موجود نہیں ہے۔ لہذا اس روایت میں وسطی زمانہ میں مہدی ہوگا کے لفظ حافی ورجحہ کا اضافہ ہے۔ البتہ ان اتنا ظہر حدیث پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں کہ "میرے و مسیح کے درمیان کا زمانہ یہ حارمانہ ہے میرے ان لوگوں سے کوئی خلق نہیں اور اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں قیامت کو ملاکت سے پہلے کے لئے ایک ہی وجود جتنی بن کریم کا دیکھا ہے کی الگ مہدی کا ذکر نہیں فرمایا۔ پس یہی مسیح موعود و راصل امام مہدی ہے۔ جیسا کہ، مہدی احادیث میں صراحت سے ذکر ہے کہ مسیح موعود ہی مہدی ہوگا۔

اس حدیث سے اسلام کے وسطی دور کی عمومی ایمانی و اعتقادی بحالی اور روحانی حالت کا بھی مدد ملتا ہے جس کی بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں سے اپنی بے تعلق اور ماریتوں کا ٹکرا کر فرمایا ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۱۱ مکتبہ المدینہ الحدیث - ریاض
- ۲۔ فتح الباری جلد ۵ - اردو شریعت المدینہ دارالادب
- ۳۔ بیانات اخبار الرضا جلد ۵ صفحہ ۵۶ بحوالہ معجم احادیث الامام امجدی جلد اول صفحہ ۵۲۶
- ۴۔ مفہوم معارف اسلامیہ قم ایران
- ۵۔ معجم احادیث الامام امجدی جلد اول صفحہ ۵۶ بحوالہ معجم احادیث الامام امجدی قم ایران
- ۶۔ فردوس الاخبار از علامہ ابی جلد ۳ صفحہ ۳۳۹، اردو زبان لکھنؤ القاب و کتب العمال جلد ۷
- ۷۔ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ دار الفکر المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن

مجددین امت کے بارہ میں پیشگوئی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِيمَا أَعْلَمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ
سَنَةٍ مِنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(ابو داؤد کتاب الملاحم باب ما یدکر فی قرون المجدد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے لئے مہدی کے لئے ایک لوگ کھڑے کرنا رہے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

تشریح: یہ حدیث ۱۱۰۰ سے اپنی سن میں امر حاکم نے مستدرک میں بیان کی ہے۔ امام حاکم اور علامہ ابن حجر اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ شیعہ مسلک میں بھی یہ حدیث مسلم ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ وعدہ فرمایا کہ وہ ان میں خلیفے کھڑے کرنا رہے گا جس طرح پہلی قوموں میں پیغمبر تاکہ مدین منبہ طہریں۔ (النور ۵۶) چنانچہ خدافت راشدہ اور اس کے بعد اس خلافت کا ایک سلسلہ مجتہدین امت کی شکل میں ظاہر ہوا اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ اور صدی میں ایسے امر علماء، متقا، مفسرین، مجددین پیدا ہوتے رہے جو دین کی خدمت پر کمر بستہ رہے۔

جماعت احمدیہ گزشتہ تیرہ صدیوں کے جملہ مجتہدین امت کو برحق یقین کرتی ہے اور ایمان رکھتی ہے کہ چودہویں صدی کے مجدد جن کا مسیح و مہدی ہو کر آقا مقدر تھا حضرت مرزا صاحب ہیں اسی امام کے بارہ میں احادیث میں مذکور ہے کہ وہ سابقہ طریقہ عمل ختم کر کے امر نو اسلام کو ناسخ کرے گا۔
پس تیرہ صدیوں کے مجدد، مجتہدین امت پر ہمارا اتفاق ہے مگر چودہویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ یہ

ایک اہم سوال ہے جس کا جواب آج ۱۰۷ جماعت احمدیہ کے اور کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ یونکہ کوئی دعویدار علی میدان میں موجود نہیں۔ پس ملائقی انی میں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مجدد مسیح موعود و مہدی تسلیم کر لیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۷ء میں یہ ایشکاف اعلان فرمایا تھا:

”مسلمانے امام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بیس سال بزرگے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے ثرون بننے سے پہلے بخونیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے بخونیا پر پچیس برس گزر گئے اور اب تک زندہ و موبو ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو حد کے ثانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس بخونیا کے مقابل پر نہیں صفات کے ساتھ کوئی اور ادھی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ بخونیا ثابت ہے۔“ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔“

اور بلاشبہ آپ ہی مسیح موعود ہیں جن کے ذریعہ خلافت علی منہاج اللہ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ جس کا سلسلہ انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا اور طائفے احمدیت تجدیدیہ کی خدمات انجام دیتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

حوالہ جات

- ۱۔ تعلیق اموات ح سنہ ۱۹۶۶ء، ص ۶۶۶ مطبوعہ اب منزل پاکستان پبلشرز، لاہور، لاہور، لاہور
- ۲۔ القراءات جامعہ، کافہ ج ۲، ص ۱۹۶۔ ار مامہ ابو جعفر بن محمد یعقوب کلینی مطبع لعلی تونسہ
- ۳۔ نقد لد رری اخبار المشرق ص ۶۶۷۔ ار مامہ ابو جعفر بن محمد یعقوب کلینی مطبع لعلی تونسہ
- ۴۔ طبع اول ۱۹۷۹ء، مکتبہ عامہ، قادیان
- ۵۔ حقیقہ لونی ص ۱۹۳، ج ۱، ج ۲، ص ۶۶

شریاء کی بلندی سے ایمان واپس لانے والا مردِ فارس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ بَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ أَحَرِيسُ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ - قَالَ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَلَمَّ يُزَاجِعُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَأَلَهُ مَرْثَةُ أَوْ مَرْثِيسُ أَوْ ثَلَاثُ قَالَ وَفِينَا سَلَمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَصَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلَمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كُنَّا إِلَّا هَؤُلَاءِ عِنْدَ الشَّرِّ لَمَّا لَمْ نَكُنْ مِنْ هَؤُلَاءِ

(مسلم کتاب الفضائل باب فصل فارس و بخاری کتاب التفسیر سورة الجمعة)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ مارل ہوئی۔ جب آپؐ نے آیت و احریسؓ منہم کی تلاوت فرمائی جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغض و کینے میں بھی مبتلا نہ فرمائے گا (ن کو آپؐ کتاب و حکمت سکھائیں گے)۔ (پاک کریں گے) جن کا زمانہ صحابہ کے بعد ہے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ اے خدا کے رسولؐ یہ کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس معاملے میں مرتبہ یہ بات پوچھی۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ہمارے درمیان سلمان فارسی موجود تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمانؓ پر رکھا اور فرمایا اے ایمان شریاء ستارہ کی بلندی تک بھی پہنچاؤ گا تو اس لوگوں یعنی قوم سلمانؓ میں سے کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ (اور کائنات میں گریں گے) بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک مرد یا کچھ لوگ ایمان کو واپس لا میں گئے۔

تشریح۔ یہ مشہور ترین حدیث مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی موجود ہے۔ شیعہ مسلک کا بھی اس

حدیث پر اتفاق ہے۔ اس حدیث سے حسب دلیل ثبات کا علم ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری آمد یا بعثت کا زمانہ اس وقت ہوگا جب دنیا سے اٹھ جائے گا اور عالم پر عمل باقی نہ رہے گا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دوسری بعثت ایک ایسے شخص کے رنگ میں ہوئی جو عربی نہیں تھی ہوگا اور سماں فارسی کی قوم سے ہوگا وہی سلمان فارسی جن کے بارے میں بنیائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ان کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ سلمان ہم میں سے ہے، سداً ہل بیت میں سے ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دوسری بعثت کی غرض اور مقصد ایمان کا قیام اور اسلام کا احیاء ہے۔

۴۔ دیگر احادیث میں اسلام کی حالت زار کے وقت اس کے احیاء و نو کے لئے آنے والے مسیحا کو مثیل بن مریم، رمہدی کے لقب سے بھی یاد کیا ہے اور سورۃ جمعہ میں بھی اس مسیح، رمہدی کی بعثت کا ذکر ہے جس کی آمد بنیائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور عوامی کے باعث کوہِ صنوبری کی آمد قرار دی گئی ہے۔ اس پر ایمان لانا اور اسے قبول کرنا دیا خواجہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا اور قبول کرنا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس حدیث کے مصداق ہونے کا دعویٰ امت میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ بعض لوگ حضرت امام ابوحنیفہ یا امام بخاری کو اس حدیث کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ تو خود ان برکتوں سے ایسا کوئی دعویٰ نہیں فرمایا۔ دوسرے ان کا زمانہ دوسری اور تیسری صدی ہے جسے بنیائے کریم ﷺ نے غیر ائمہ میں سے اور بدستورین زمانہ قرار دیا۔ جب کہ ربیع فارسی کی آمد بیان اٹھ جائے کے زمانہ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ اس لئے فارسی قوم کے قبول اسلام پر بھی یہ حدیث چسپاں نہیں ہو سکتی۔ یہ ملامت جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کھل رہی ہو چکی تھی اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے شہید مخالف مولوی محمد حسین بنالوی نے بھی آپ کے فارسی لااصل ہونے کی کوئی دلیل نہیں دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس حدیث کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ نے بڑی تہذیب کے ساتھ حدِ اعلیٰ کی قسم کھا کر اس وحی کو حدِ اکلامِ قرآن دیتے ہوئے
منفردی پر خدا کی لعنت ڈالی اور انکار کرنے والے کو مبالغہ کا پیش کیا ہے جسے آج تک کسی نے قبول
نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازرِ نوایاں کا نم کرنے والے قرآن
شریف سے واپس لانے کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ اے رحلِ فارسی مسیح موعودِ قرآن ہی ہے
اور اس کے حق میں یہ منطقی دلیل دی ہے کہ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ رحلِ فارسی مسیح
موعود سے افضل ہے یہ کہ مسیح کا کام صرف حال کو قتل کرنا تھا ہے جو محض نفعِ فوری ہے اور نہ بھلائی
نہیں جب کہ رحلِ فارسی کا کام مومنِ کامل بنانا ہے جو فائدہ خیر ہے اور ریا دوی کی ایسی خدمت
ہے مزید یہ کہ جسے آسمان کی ملندی سے ایمان لانے کی طاقت ہے۔ دوزمین کا شریکوں اور نہیں
کر سکتا۔ یہی رحلِ فارسی مسیح موعود ہے اور اس کے مصداق وحیِ الہی کے مطابق حضرت مر
قدّم حدّثا، یافانی علیہ السلام ہیں۔

تقریباً ہجری شرح بیماری جلد ۸، ص ۶۳، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵،

ملفوظات مجمع البیان اور علامہ کی جلد ۱۰ ص ۸۳، انتساب العلماء الاسلامیہ تہران

مع مستدرك حاتم كتاب معرفة الصحابة، رسلان القناري

ج ۱۱۲: لکھنؤ مولوی محمد حسین، بالائی جلد ۷ صفحہ ۱۹۳

۵۰۳۔ ۵۰۴ صفحہ ۶۲

یہ حدیث دراصل سورۃ نور کی آیت اختلاف کی تفسیر ہے جس میں مسلمانوں سے خلافت کے قیام کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر خلافت

رشدہ کے بعد طوہیت کے ان "وہار کی پیشگوئی فرمائی ہے جو منت پر آنے والے تھے اور ایک لمبے
 نقطہ کے بعد مسیح موعودؑ امام مہدی کے درمیان پھر خلافت علی منہاج اللہ کے سلسلہ جاری ہوا تھا۔
 جس طرح پہلے تیس زمانوں کے بارہ میں یہ پیشگوئی پوری شان سے پوری ہوئی اسی طرح آخری دور
 خلافت علی منہاج اللہ کے میں بھی پوری ہو رہی ہے۔ منہاج کے معنی واضح راستہ کے ہوتے ہیں۔
 خلافت علی منہاج اللہ کے سے مراد "نہایت محمدیہ کی شریعت اور طریقت پر چلنے والی خلافت ہے۔ اس
 الفاظ میں یہ اشارہ تھا کہ وہ خلافت آراہ نہیں ہوئی بلکہ قیام شریعت محمدیہ ہوئی۔ چنانچہ "تقریر
 زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس خلافت کی بحالی ہے۔ خلیفہ اللہ مہدیؑ مسیح حضرت مرزا
 غلام محمد قادیانیؒ علیہ السلام کے بعد جماعت احمدیہ میں پانچویں خلافت کا وارث ہے اور اللہ
 یہ خلافت کا دور کثرت و برقیامت تک جاری رہے گا کیونکہ اس آخری اور خلافت کے بعد قیامت تک
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ذکر نہیں فرمایا اور خاموشی اختیار فرمائی جس سے یہ متنبہ ہوتا ہے کہ اللہ
 تعالیٰ آخری دور میں امت کو اس خلافت کی قدر کرنے کی تلقین دے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ اس
 خلافت سے مسلک جماعت کی اشیات ایمان اور عمل صالح پر کام رہے گی۔ جس کے نتیجے میں اس کا
 زمانہ بہار و یافا ہو گا۔ اللہ اعلم

حوالہ جات

۱۔ تحف جماعہ باجانی القس، الملاحم، اشراط الساعۃ تالیف حمود بن محمد اللہ بن محمد بن
 برزؤل صفیر ۱۷۱ (۱۳۹۴ھ)

مہدی کی تائید و نصرت واجب ہے

عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ الشَّهْرِ يُقَالُ لَهُ مَضُورٌ يُوَطَّيْ أَوْ يَمُكِّنُ لَال
مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَجَبَّ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ اجَابَتُهُ

(ابو داؤد کتاب المہدی آخری)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ماوراء النہر سے
ایک شخص عام ہوگا جو حارث کے نام سے پکارا جائے گا اس کے مقدمہ اثبات کے سر، رکوع "مصور"
کہا جائے گا۔ وہ آل محمد کے لئے مضبوطی کا ذریعہ ہوگا۔ جس طرح قریش (میں سے اسلام قبول
کرے، لوں) کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہجی حاصل ہوئی ہے مومن پر اس کی مدد
نصرت و رقبہ لیتا ہے۔

تشریح: یہ حدیث علامہ بغوی نے مصابح اللہ میں عمدہ سند کے ساتھ نیز سنائی "در پہنچی سے بھی
روایت کی ہے۔ شیعہ مکتب فکر نے بھی یہ حدیث قبول کی ہے۔

اس حدیث میں ماوراء النہر (سمرقند - بخارا) کے علاقہ کے ایک شخص کے ظہور کا ذکر ہے جس کا
لقب "حارث بن خزاعہ" ہوگا اس لقب میں حارث کے لغوی معنی کا شکار کے لحاظ سے اس شخص کے
دینی وراثتی پیشہ کا شکاری کی طرف اشارہ پایا ہے کہ وہ معزز زمیندار خاندان سے ہوگا۔
حضرت ملا علی قاری نے اس حدیث کی تشریح میں ایک بہایت اہم نکتہ اٹھایا ہے کہ حدیث میں جو یہ
آکر ہے کہ ہر مومن پر اس کی مدد و رقبہ لیتا ہے جب ہوگی اس سے کوئی عام شخص مراد نہیں یا جائز ہے بلکہ
یہ قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد امام مہدی ہے۔ قاری نے بھی حضرت ملا علی قاری

کی رائے کی تائید کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس شخص کی سرزمین ماہِ راءِ اضر یعنی سرہند و رنجار کے علاقے بتائے گئے ہیں جو حقیقتِ فارس کے علاقے تھے اور بخاری کی حدیث میں ثریا سے یہاں واپس لائے گئے تھے۔ اے ممدی کو بھی فارس کے علاقے کا بابت یاد دلاتا ہے۔ دوسرے قرینہ اس حدیث میں یسکس کے الفاظ ہیں۔ وہی الفاظ جو قرآن شریف میں آیت استخفاف میں خفاء ممدی کی علامت کے طور پر بیان ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے رعبہ اس محمدؐ کو منبوعی بخشنے گا۔ پس اس حدیث میں مسیح کا علاقہ اور کام بیان فرما کر اس کی تائید نصرت و احب قرآنی ہے۔ یہاں یہ مرقاٹل دے کر ہے کہ آج تک سرقند کے ہی معزز زمیندار نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ایک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ مدعی مسیح و مہدی ہیں جن کا وطن سرقند تھا۔ آپ کے تبار و ماں سے شہنشاہِ بابر کے زمانہ میں ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے تھے اور وہاں میں ہی دیہات بطور جائیداد آپ کے خاندان کو ملے تھے اس لحاظ سے آپ کا خاندان ایک معزز زمیندار خاندان تھا۔ پس یہ آپ کی ذاتی خاندانی علامت تھی جو اس حدیث میں ”حارث“ کے الفاظ میں بیان ہوئی۔

پس حارث اور مسیح مہدی، راصل ایک ہی وجود کے نام ہیں اس لفظ میں مزید یہ روحانی شہادہ بھی تھا کہ وہ ”حارث“ ایمانی چشمہ کے ذریعہ قوم کے پودوں کی آبیاری کرے گا اور اس کے مرجھائے ہوئے دل تازہ کرے گا۔ حارث کی روحانی شہادہ کے ساتھ کو جو مسور کا لقب دیا گیا ہے اس سے مراد آپ کے خلفاء میں سے کوئی ایک خاص تائید یافتہ علیہ بھی ہوتا ہے۔ عمومی رنگ میں مہدی کے مفہم کے ساتھ سے تائید یافتہ ہوئے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے جیسا کہ آیت اختلاف میں بھی ممدہ ہے اور جو حقائق ۱۰۰ اقسام کے ہیں میں مطابق ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ عقد الدردنی، اخبار المشرق صفحہ ۱۳۰۔ ارطامہ یوسف بن علی مطبوعہ ۱۹۷۹ء مکتبہ عام شہر قادیانہ
- ۲۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ مطبعہ مہدیہ مصر
- ۳۔ راجہ وہاب صفحہ ۱۰۶ اور حاتی شرح ابن جلد ۳ صفحہ ۱۵۳ حاشیہ

مثیل ابن مریم

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَامَنَ بَنِي آدَمَ مَوْلُودَ إِلَّا يَمْسُهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْهَلُ صَارِحًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرِيْمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَ إِنِّي أَعِيذُكَ هَاهُنَا وَ ذَرَّتْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّحِيمِ

(بخاری کتاب الانبیاء باب و الذکر فی الکتاب مریم)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بنی آدم کے پیدا ہونے والے بچے کو شیطان کے وقت شیطان مس کرتا ہے اور وہ اس میں شیطان کی وجہ سے نیچا مار رہا ہوتا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے۔ پھر ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھتے تھے کہ اے خدا میں اپنی اس بچی مریم اور اس کی اولاد کو راندے ہوئے شیطان کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

تشریح۔ اس حدیث کی صحت پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

اگر اس حدیث کا ظاہری مطلب لیا جائے تو سوائے مریم اور ابن مریم کے کوئی موصوم نبی بھی مس شیطان سے پاک قرار نہیں دیا جاسکتا لہذا یہ معنی کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتے۔ اس مشکل کی وجہ سے مشہور مفسر علامہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر بچے پر شیطان حملہ ہوتا ہے سوائے مریم اور ابن مریم کے اور ان لوگوں کے جو مریم یا ابن مریم جیسی نیک صفات رکھتے ہوں۔

اس حدیث میں تمام انبیاء میں سے بطور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم کا

نام لینے میں نعلت، نہیں ان الزامات سے پاک اور یہی قرار دینا ہے جو یہودی ان پر لگاتے تھے۔
 یکہ و حدیث سے بھی انہی معنی کی تائید ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
 اپنی بیوی کے پاس جاتے ہوئے وقت مباثرات شیطان سے نئے کی دعا کرے اللہ تعالیٰ نہیں
 میں والا دعا کرتا ہے جو شیطان اثر سے محفوظ رہتی ہے۔^۱ کو یا امت محمدیہ کام فرما دعا کے اور یہ
 میں شیطان سے پاک ہو سکتا ہے۔

در وصل یہ حدیث سورۃ تحریم کی اس آیت کی تفسیر ہے جس میں اس کامل مومن مردوں کی مثال
 حضرت مریم سے دی گئی ہے جو مریم کی طرح اپنی مسرت کی حفاظت کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ روحانی
 ترقی کے بعد ابن مریم کا مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ (تحریم ۱۱) کو یا مومنین کے لئے روحانی
 ترقیات کے میدان میں مقام مریم و ابن مریم کے دروازے کھلے ہیں نیز آیت اختلاف (نور ۵۷)
 کے مضمون کی طرح اس آیت میں بھی لطیف رنگ میں امت محمدیہ میں مثیل مسیح کے پیدا ہونے کی
 طرف بھی اشارہ ہے۔

خدا صہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی مریم اور ابن مریم سے مراد اس کے مثیل مردوں کی
 صفات کے حامل افراد ہیں۔ پس اس محامد کے مطابق جس ابن مریم کی امت محمدیہ میں پیدا ہونے
 کی خبر دی گئی تھی اس سے مراد بھی مثیل ابن مریم ہی ہے۔ بالخصوص جب کہ اسرائیلی عیسٰی بن مریم کی
 وقت قرآن و حدیث سے ثابت ہے تو نزول ابن مریم سے مراد اس کے مثیل مسیح موعود ہی ہوتے
 ہیں۔

حوالہ جات

- ۱۔ تفسیر الکشاف جلد اول صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت
- ۲۔ بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ المسیح

عیسیٰ اور مہدی - ایک ہی وجود کے دو لقب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَرْدَاكَ إِلَّا مَرُّ الْأَشْدَّةِ وَلَا الْمُنْيَا إِلَّا ادْبَارًا وَلَا النَّاسُ إِلَّا ضَعْفًا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى ضَرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ

(اس ماحد کتاب الفس باب شدۃ الزمان)

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملات شدت اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ یا اخلاقی پستی میں بہت سی چلی جائے گی اور لوگ حرص و بخل میں ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ صرف یہ۔ لوگوں پر ہی قیامت آئے گی اور کوئی مہدی مسیح کے نہیں ہوگا۔

تشریح۔ یہ حدیث امام حاکم نے مستدرک میں ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں، ابن عبد البر نے جامع العلم میں اور ابو عمر و اللہ الی نے اپنی سنن میں بیان کی ہے اسی طرح مشہور شیخہ مصر حدیث میں نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں اسے درج کیا ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہیں بلکہ یہ ایک ہی شخص کے دو حالات ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی صحت پر اعتراض کیا ہے لیکن مشہور مصر حدیث میں علامہ ابن شیبہ نے اسے نہ صرف صحیح قرار دیا بلکہ کہا ہے کہ یہ مشہور حدیث ہے اور اس کا راوی محمد بن خالد مجہول نہیں وہ مؤذن تھا اور امام شافعی کا استاد تھا اور اس سے اور بھی کئی لوگ روایت کرتے ہیں اور ابن عساکر نے اسے ثقہ کہا ہے اس طرح حدیث کے اس راوی یونس بن عبد الاعلیٰ کو بھی ابن شیبہ سے ثقہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مہدی سے تعلق رکھتی ہے بلکہ احادیث سے ظاہر ہے

جن سے مہدی عیسیٰؑ سے سلجھدہ معلوم ہوتے ہیں مگر غور کرو تو تطبیق ممکن ہے کہ مہدی سے مراد ”مہدی کامل“ یا جائے اور حدیث کا یہ مطلب ہو کہ مہدی کامل حضرت عیسیٰؑ ہی ہوں گے اگرچہ مہدی اور بھی ہو سکتے ہیں۔

علاء بن سفیان سے علامہ ابن تیمیہ، علامہ قرطبی، علامہ ابن القیم، علامہ سیوطی اور علامہ منہوی نے بھی اس حدیث کی یہی تاویل کی ہے۔ اور اصل مہدی کے معنی ہدایت یافتہ کے ہوتے ہیں اور قرآن شریف سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے تمام نبی اور مسووحہ سے ہدایت پانے والے مہدی جتے ہیں اور پھر ہادی (انبیاء: ۷۳) انہی معنی میں عیسیٰؑ بن مریم کو امام مہدی کہا گیا ہے۔ حکم بدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ

”مختبین میں پرکھام کرتے ہیں مگر مجھ پر خدا نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔“ چنانچہ اللہ سے حکم پا کر آپ نے مسیح موعود، مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔

دیگر حادیث صحیحہ سے بھی اس حدیث کے مضمون کی تصدیق و تائید ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قرب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ دیکھے کہ عیسیٰؑ بن مریم امام مہدی بن کر تشریف لائیں گے۔“ اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ عیسیٰؑ بن مریم امام مہدی بن کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق بن کر تشریف لائیں گے۔ علامہ ابن تیمیہ نے نزہۃ علماء اہل سنت میں سے ابو محمد بن الولید بغدادی کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حدیث لا ینفخ البوق الا عیسیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے الگ مہدی کے وجود سے انکار یا کوہن کے نزدیک اہل سنت میں صرف ایک ہی مسیح موعود کے مہدی بن کر آنے کی خبر دی تھی۔

علامہ ابن خلدون نے بھی اہل سنت میں اس مسلک کے ایک شروہ دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

”ابن ابی ہاشم نے کہا ہے کہ ایک شروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مہدی ہی

اور اصل موعود مسیح ہے جسے آل محمد میں سے مسیحوں کا مسیح بنانا چاہیے ابن خلدون

کہتے ہیں بعض صحابہ نے لا ینفخ البوق الا عیسیٰ کی حدیث کو اس پر محمول کیا

ہے کہ کوئی مہدی نہیں سوائے اس مہدی کے جس کی نسبت شریعت محمدیہ کی

پیروی اور اسے مسووحہ نہ کرنے کے لحاظ سے ایسی ہی ہوگی جیسے عیسیٰؑ کی

نسبت شریعت موسویہ سے تھی۔“

حضرت علامہ ابن عربی نے بھی اس حدیث کو قبول کرتے ہوئے نزول عینی کے وقت مہدیؑ کی کسی نعتی کے نام میں امامت کرانے کی یہ تاویل کی ہے کہ عینیؑ خواہ مہدیؑ جو نثر بیعت سامیہ کی تائید کریں گے۔ نیز مہدیؑ کی امامت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ مقام مہدویت مقام بیسویات سے افضل ہے۔ اس زمانہ کے صوفی بزرگ علامہ شیخ محمد اکرم صاحبی لکھتے ہیں

”بعض لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ عینیؑ کی روح مہدیؑ میں برسر کرے گی

جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ عینیؑ کے ہاں کوئی مہدی نہیں“۔

مشہور شیخ مفسر علامہ طبرسی نے بھی انہی معنی کی تائید میں لکھا ہے کہ روح عینیؑ مہدیؑ میں برسر کرے گی جو حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کے مطابق ہے۔

اس جماعت احمدیہ کا یہ مسلک کوئی نیا اختراع نہیں بلکہ قرآن و حدیث اور علماء کرام و صوفیاء کے مضامین کی تائید سے حاصل ہے کہ مسیحؑ اور مہدیؑ امت کے دو الگ ہوا نہیں بلکہ ایک ہی فرد کے دو لقب ہیں اور یہی دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ اس ساری بحث کا خوبصورت نتیجہ ایک اور صوفی بزرگ خلیفہ بیچ عبد القیوم نقشبندی نے یوں نکالا ہے کہ

”امام مہدیؑ کے بارہ میں احادیث میں بہت اختلاف ہے اس وجہ سے

امام بخاری اور مسلم نے مہدیؑ کے بارہ میں کوئی روایت قبول نہیں کی اور جو

حدیث لی ہیں ان سے اول تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدیؑ عینیؑ بن مریم ہیں

دوم یہ کہ ابن مریم امام (مہدیؑ) بن کر تشریف لائیں گے دیا امام بخاری اور

مسلم کے نزدیک مسیحؑ ہی مہدیؑ ہوں گے“۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقام بیسویت کی تشریح میں فرماتے ہیں

”مہدیؑ کے کامل مرتبہ پہنچا ہے جو اول عینیؑ بن جائے یعنی جب

نسان تکمل الی اللہ میں ایسا حال حاصل کرے جو مظاہرہ رو جائے تب وہ

مہد حقانی کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے اور آمان میں اس کا امام عینیؑ رکھا

جاتا ہے اور مہد حقانی کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اس کو ملتی ہے“۔

حوالہ جات

- ۱۔ سجادہ جلد سوم صفحہ ۲۹۵ مترحم از علامہ وحید الزمان اہل حدیث اکیڈمی شیمیری بازار لاہور
- ۲۔ تنہا یہ فی قفس، الملاحم صفحہ ۲۷۔ از علامہ ابن شہ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع اولی ۱۹۸۸ء
- ۳۔ مغلطیات جلد ۳ صفحہ ۶۴ پرانا ایڈیشن
- ۴۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۴۱۱، دارالفتوح دہلی
- ۵۔ مجمع ترمذی از علامہ عیسیٰ جلد ۷ صفحہ ۳۳۶، دارالکتاب العربی۔ بیروت
- ۶۔ منہاج السنہ النبویہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۶۔ از علامہ ابن تیمیہ مو۔ ستر طبع ۱۹۸۶ء
- ۷۔ تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۸۶-۱۰۵، دارالکتب الحدیثیہ بیروت طبع ۱۹۷۹ء
- ۸۔ تفسیر القرآن الکریم از شیخ محمد بن عبد بن عربی متوفی ۶۳۸ جلد ۴ صفحہ ۵۱-۱۲۵، دارالاحمد لیس بیروت
- ۹۔ قتبوس لاناو، صفحہ ۵۰-۵۱، مطبع اسلام مولوی بزم پش
- ۱۰۔ نعم الثاقب یازمہ کافی مبدی موعود، صفحہ ۱۱۹، کتاب مثنیٰ جعفری شہیدی بازار دہلی محمدیہ
- ۱۱۔ السیف اسلام صفحہ ۶، تحقیق مترجمہ از فارسی مطبع ندوۃ العلماء پریس کمال بازار دہلی
- ۱۲۔ نشان آسمانی صفحہ ۸، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۶۸

موعود امام - اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا تَرَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيُكَلِّمُكُمْ وَأَمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم و مسلم کتاب الایمان)

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے نبی اکرمؐ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے مسلمانو!) تمہارے یہاں ہو گا جب بن مریم تمہارے اندر نازل ہوں گے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔
تشریح: یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی مذکور ہے اور اس کی صحت پانچ محدثین کا اتفاق ہے۔ شیعہ مسلک نے بھی اسے قبول کیا ہے۔

قرآن شریف کی آیت، تَخْلَافُ مِنْ وَعْدِ اللَّهِ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ (النور: ۵۶) کے الفاظ میں مسلمانوں میں ان سے پہلی قوم (بنی اسرائیل) کی طرح خلیفے قائم کرنے کا عظیم الشان وعدہ فرمایا گیا۔ اَللّٰهُ مِنْكُمْ میں صراحت کرتی ہے کہ خلیفے امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ یہ حدیث بھی دراصل یہی آیت کی تفسیر ہے جس میں بتایا گیا کہ مسلمان ایسے خوش قسمت ہوں گے جن کے ہمارے میں حدیث کا یہ الہی وعدہ پورا ہوگا۔ ان کی مارک حیات کے وقت بنی اسرائیل کے تیرہویں خلیفے مسیح بن مریم کا مثیل خلیفہ مسلمانوں میں سے پیدا ہوگا۔ حدیث میں بھی مسلمانوں کے لئے یہی موعود صاف اشارہ درج ہے کہ موعود امام مسلمانوں میں سے ہوگا۔

اس حدیث میں بن مریم کے بارہویں نازل کے لفظ سے لوگوں نے اوصاف کھپا دیے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ اسرائیلی مسیح بن مریم اصلاً آسمان سے اتریں گے۔ حالانکہ قرآن شریف میں انہیں لوہے اور چارپایوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ (الاعراف: ۴۷، الحدید: ۲۶، الزمر: ۷) مگر کبھی

ب چیزوں کے خلاف آئمان سے اترنے کا ثمان نہیں آیا یا کیا۔ غیر معمولی شان و عظمت و حاصل چیزوں کے ظہور کے لئے یہ لفظ عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسم و سر اور رسول بنا کر مازل کرنے کا ذکر ہے۔ (الطلاق ۱۱) مگر یہاں کوئی بھی آئمان سے اترنے کا مفہوم مراد نہیں لیتا اس لئے مسیح ابن مریم کے زہل سے مراد بھی بن مریم کی صفات کے حامل شخص کا ظہور ہے۔

بالعموم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو اس کے خلاف ہی زہل کی ایک شاخ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰ کی طبعی موت اور روحانی رفع ثابت ہے اس سے زہل محض ایک استعارہ ہے چنانچہ علامہ ابن عربی نے یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رفع سے مراد اس کی روح کا عام مالا میں ملندہ مقام حاصل کرنا ہے اور آخری زمانہ میں اس کے زہل سے مراد ایک دوسرے مسم کے ساتھ تشریف لانا ہے۔ اور یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں جیسا کہ آٹھویں صدی کے ایک اور بزرگ علامہ ابن الدین ابن الورادی لکھتے ہیں۔

”ایک برہنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ کے زہل سے مراد اصل ایک یہ شخص کا ظہور ہے جو عیسیٰ علیہ السلام سے فضل و شرف میں مشابہ ہوگا یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ایک آدمی کو ”شیر“ اور شیر کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے یہ شخص شبیہ کی وجہ سے ہوتا ہے حقیقی شخصیات اس سے مراد نہیں ہوتیں۔“

اس حدیث سے یہ مراد لیتا کہ ابن مریم زہل کے وقت امام نہیں ہوں گے بلکہ امام مسلمانوں میں سے کوئی اور ہوگا عقلاً بھی درست نہیں کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ مسم ہو کر تشریف لائے مگر امام نہ ہوں۔ پس اس حدیث کے معنی اس کی دوسری روایت کے مطابق کرنے ہوں گے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں اُنْکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ میں جس کا مطلب ہے کہ تمہیں امامت کرنے والا امام تم میں سے ہی ہوگا۔ یہ مر قائل ذکر ہے کہ امام مسم اور امام مالک کی طرح امام بخاری نے بھی اپنی صحیح بخاری میں یہی کوئی روایت قبل نہیں کی جس میں مبدی کا لفظ مذکور ہو بلکہ یہ روایت جس میں ایک ”امام“ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ہے بلحاظ صحت روایت قابل ترجیح سمجھی ہے، وہی امام جس نے مثیل ابن مریم ہوئے کی وجہ سے مسلمانوں کا تیرہواں خلیفہ ہوا تھا اور حضرت مسیح مامری کی طرح تیرہویں صدی کے آثار اور چودھویں کے آثار میں مسلمانوں کی اصلاح کا کام کرنا تھا اور یہی

ذیفہ و مہدی موعود ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میری امت میں
میر ذیفہ ہوگا۔

حضرت مرزا غلام احمد کا بیان ہے کہ آپ ہی دو اہل مسیح موعود مرزا غلام
مہدی ہیں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر لی تھی۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں
اپنے زمانہ کے اس نام کو پہچاننے کی توفیق ملی۔

ایں حالت پر ہر بارہ نیست

حوالہ جات

- ۱۔ کشف المحجۃ فی معرفۃ الامام جلد ۳ صفحہ ۲۸۰۔ از علامہ ابو الحسن علی بن عینی (۶۹۳ھ) دار الانوار بیروت
- ۲۔ تقریرات قرآن کریم صفحہ ۲۶۹۔ ارشاد الامام ابو الدین محمد بن عربی متوفی ۶۳۸ھ
- ۳۔ مطبوعہ دار الانوار بیروت
- ۴۔ شرح العجایب فی تاریخ القرآن ص ۲۶۳ تصنیف ابو الدین ابو حفص عمر بن ابی الوراء
- ۵۔ (متوفی ۷۴۹ھ) طبع ۱۰۰۰ مہاشفی، بابی الخلق مصر
- ۶۔ المعجم الصحیح فی ذیل صحیحہ ۲۵۷۔ از علامہ علی بن ابی النضر بیروت

چاند اور سورج کی آسمانی گواہی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: اِنِّي لَمُهْدِيْنَا اَيُّنَ لَمْ تَكُونَا مِنْذُ
حَلَقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ تَنُكْسِفُ الْقَمَرَ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ
وَتَنُكْسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مِنْذُ خَلَقَ اللهُ
السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ

(سنن دار فطنی کتاب العیدین باب صفة صلوة الخسوف والكسوف)

ترجمہ۔ حضرت امام محمد باقر (عصر ت امام علی رین العابدین کے صاحبزادے) حضرت امام حسینؑ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدیؑ کی پانی کے منشاں ایسے ہیں کہ سب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہی کی پانی کے لئے اس طرح طام نہیں ہوئے۔ چاند کو اس کے ربین کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی ۱۳) کو ربین ہوگا، سورج کو اس کے ربین کی تاریخوں میں سے، ربیانی تاریخ (یعنی ۲۸) کو ربین ہوگا، اور سب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، انہوں کو اس سے پہلے بطور نشان بھی ربین نہیں ہوا۔

تشریح۔ یہ حدیث علامہ قرطبی نے تذکرہ میں علامہ سیوطی نے المناوی میں، علامہ ابن حجر عسقلانی نے، بقول المختصر میں بیان کی ہے ان کے علاوہ متعدد علماء علم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ شیعہ کتب فکر کا بھی اس روایت پر اتفاق ہے۔

قرآن شریف میں بھی آخری زمانہ کے آثار و علامات کے بیان میں چاند اور سورج کے ربین کا ذکر موجود ہے۔ (ہیما ۱۰۲۹) اس حدیث میں امام مہدیؑ کی صداقت کے اس عظیم شان نشان کی مزید تفصیل ہے جس کے ظہور سے قبل ۱۰ یا اس کی شدت سے خطر تھی۔ چنانچہ یہ نشان عین چودھویں صدی کے سر پر رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں خاں بواہ چاند گرہن کی (۱۳، ۱۴، ۱۵)

قمری تاریخوں میں سے پہلی تاریخ ۱۳ کو رمضان مطابق ۲۳ مارچ کو اور سورج ٹرہن کی قمری تاریخوں (۲۹، ۲۸، ۲۷) میں سے ۱۰ دہری تاریخ ۲۸ رمضان مطابق ۶ اپریل کو ہو۔ شیخ الحدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ نشان اہل بیت اور ان کے محبان میں اس قدر معروف و مشہور تھا کہ بعض موقع پر امام محمد باقر نے سورج ٹرہن اور چاند ٹرہن کی تاریخیں بھول یا غلط تھیں سے متبادیان فرما دیں چنی سورج ٹرہن کا مہینہ کے ۱۰ ط میں اور چاند ٹرہن کا مہینہ کے آخر میں، نہ کیا تو سہا میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب فرزند رسول (شاید ایسے نہیں) بلکہ سورج ٹرہن مہینہ کے آخر میں اور چاند ٹرہن مہینہ کے ۱۰ ط میں ہوگا۔

نشان کی تاریخوں پر یہ اعتقاد اس کی کم رمضان اور ۱۵ رمضان کو ٹرہن لگنا چاہیے تھا، نہ صرف قرآن شریف بلکہ قانون قدس پر اعتقاد اس ہے جس کے مطابق چاند سورج ٹرہن کی تاریخوں میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی تاکہ یہ سب سیارے اپنے مقررہ مستقل مدار پر گردش میں ہیں۔ (یس ۲۹، ۳۰)۔ یوں بھی پہلی کے چاند کو مال کہتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کو ٹرہن گننے کا فرمایا ہے۔ یہ تاریخوں کا مسئلہ بھی جو اس نشان نے خاص تاریخوں میں ایک مدعی مہدویت کے وقت میں پورا ہو کر عمل نہ کیا نشان کے پورا ہو جانے کے بعد اس حدیث کی صحت پر ہر دے اعتقاد انہوں کی کوئی بھی حیثیت نہیں تاکہ پیشرونی اپنی چٹانی ہو، ظاہر کر چکی ہے۔ جہاں تک اس حدیث کی سند بنا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچنے کا سوال ہے اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ اہل بیت سے ان کی حدیث اور وجاہت و مہبت کی وجہ سے سند کا تقاضا نہیں کیا جاتا تھا مگر اس کام میں یہ مطلب نہیں کہ ان کے بلا سند اقوال رسول اللہ کی طرف منسوب نہ گئے جاتے تھے بلکہ خود حضرت امام محمد باقر سے جب ان کی بلا سند حدیث کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے ہمیشہ کے سے اپنی روایات کے تعلق یہ بات اصول بیان فرمادیا کہ میں جب کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور ساتھ اس کی سند بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اس طرح ہوتی ہے کہ بیان کیا مجھ سے میرے پروردگار (علی بن ابی طالب) نے اور ان سے میرے صدقاہ و امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے صدقاہ و پیغمبر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ سے جبریل علیہ السلام نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

جس طرح قانونی، تاریخیات کا مطالعہ ان میں شامل و ضاحقوں کی روشنی میں رہنا ضروری ہوتا

جس پرانہ یہ ایک حیرت انگیز نشان ہے جو تیرہ صدیوں میں کھجی کی مدنی مہدویت کے حق میں
ظاہر ہو نہ کی دعویٰ کرنے سے پیش آیا۔ مگر حضرت مرزا صاحب کس شان اور تضحی سے فرماتے
ہیں

”ان تیر دسویسوں میں جتھے لے لوگوں نے مہدی ہونے کا ٹوٹی بیا کر
کی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مجھے اس حد کی قسم ہے جس کے
ساتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان
ظاہر کیا ہے۔“

تقریباً صافی ہے۔ پہلے صفحہ ۶۵ پر کتاب درستی اسلامیہ ہے اس

مع (۱) سول اینڈ ملٹی ٹریڈ مارچ اپریل ۱۹۹۴ء

(۱۱) سراج الاخبار ۱۱ جون ۱۸۹۳ء

مع مقدمہ زر فی اخبار المستشرقین صفحہ ۶۵۔ از حامد یوسف بن شیخ الشافعی (۷۰۰ یں صدی)
مطبع عام فکرت آباد

۱۱۱ کتاب لا یشاء بحوالہ عمار الاوزار باب محمد باقر مجلسی متجم جلد ۲ صفحہ ۱۱۱

محفوظ رکھیں۔

ہجرت کتب و تصانیف، جلد ۱، صفحہ ۱۳۴، ۱۳۵

مسیح موعود اور امام مہدی کے مشترکہ کام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهِ لَيُتْرَكُنْ أَمِنْ مَرْيَمَ حَكْمًا عَادَ لَا لَلْيَكْسِرُونَ الصَّلِيبَ
وَلَيُفْلَسَنَّ الْحَزْرِيُّ وَلَيُصْعَنَ الْحَزْبِيَّةُ وَلَيُتْرَكَنَّ الْفَلَاحُ فَلَا يَسْعَى
عَلَيْهَا وَلَيَسْذَهَبَنَّ الشَّجْعَاءُ وَالتَّبَاعُصُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُونَ إِلَى
الْإِيمَانِ فَلَا يُقْبَلُهُ أَحَدٌ

(مسلم کتاب الایمان باب مروء عیسی ابن مریم)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مریم ضرور
بہار حکم عدل بن کے تشریف لائیں گے، اور لازماً وہ ضرور صلیب کو توڑیں گے اور خزیر کو قتل کریں
گے، مریض یہ موقوف کر دیں گے، اور انہیں ضرور متروک ہو جائیں گی اور ان کو تیز رفتاری کے سے
ستہل نہیں یا جائے گا، مسیح موعود کے، ریحہ کینہ، ریش، حسد، مرزا، سے جائیں گے، مردوں
کی طرف سے، گا کر کوئی، سے قبول نہ کرے گا۔

تشریح۔ بخاری ۱۰۰۱۰، ابن ماجہ ۱۰۰۱۰، ترمذی میں بھی یہ روایت الفاظ کے ضمنی فرق کے ساتھ موجود
ہے، اس کی صحت پر ان سب محدثین کا اتفاق ہے۔ اس روایت میں ایک علامت کی بیان ہوئی
ہے جو دیگر تمام علامات کے زمانہ کی تفسیر کرے میں راہبانی کرتی ہے اور وہ انہوں کا ستہل تیز
رفتاری کے لئے متروک ہو جانا ہے۔ قرآن شریف میں آثری زمانہ کے نشان بیان کرتے ہوئے
وَادِ الْاَعْشَارِ عَظَلَتْ (نکیر ۵) میں ان طرف اشارہ تھا کہ جب گاھن، تیار متروک ہو
جائیں گی۔ گزشتہ ایک صدی سے کچھ راہب عرصہ سے جب جدید ساریاں مٹیں، ریل، جہاز، وغیرہ
یہاں ہوئے ہیں یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے، آقا امم جسے صحراء کا جہاز کہا جاتا تھا تیز رفتاری کے

سے استعمال نہیں کیا جاتا۔ پس دیگر طائعات کے خیر کا بھی یہی زمانہ ہے شریکہ بصیرت سے کام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فصیح و بلیغ کام سمجھا جائے۔

حدیث کی دیگر نشانہوں میں مسیح موعود کا حکم بدل ہوا بھی نسا ہے یعنی دودل و نسا ف کے ساتھ امت کے مذہبی اختلافات کا آخری فیصلہ لے گا۔ انی طرح مسیح موعود کے بڑے کام صلیب توڑنا و رخنہ پر قتل کرنا بیان ہوئے ہیں۔ علامہ مدرالدین عینی نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس جگہ مجھ پر فیض الہی سے یہ معنی آئے ہیں کہ نہ صلیب سے مراد فسارنی کے جھوٹ کا ظہور ہے جو وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر مارا یا تھا۔ اس کے دلائل کو توڑنا ہی عیسائی مذہب کی شکست ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ احادیث میں مسیح و مہدی کے کام بھی ایک جیسے ہی بیان ہوئے ہیں جس سے اس امر کو مزید تقویت ملتی ہے کہ یہ ایک ہی ہوا کے دو لقب ہیں۔ جیسا کہ امام محمد بن حنفیہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ "وہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ مسیح و مہدی کے مقاصد ایک ہی ہیں۔ چنانچہ مہدی کا ایک کام نہ صلیب بھی یا یا ہے۔ اس ملامت سے یہ بھی پتہ چلا کہ الہی تقدیر کے مطابق مسیح موعود کی آمد عیسائیت کے مہذب کے زمانہ میں مقدرتھی۔ اس کے دلائل تو یہ ہیں کہ عیسائیت کا قطعہ سے اسلام کو عیسائیت پر غالب کر کے رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود کی ایک عظیم الشان خدمت یہی ہے کہ آپ نے عیسیٰ بن مریم کی وفات قرآن و حدیث اور بائبل سے ثابت کر کے عیسائیت کے عقائد کو حقیقت و حقیقت و غیرہ توڑ کر رکھا ہے۔ چنانچہ ۱۰ ہجری عام ۱۲۰۰ھ میں نور محمد صاحب نقشبندی نے تشہیم یا کہ حضرت مرزا صاحب کے وفات مسیح کے خراب سے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔

بڑے یہ موقوف کرے میں بھی انی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود مذہب کی خاطر جنگ میں کریں گے۔ مگر انہیں انھیں میں گئے جیسا کہ صحیح بخاری کی دوسری روایت میں یصع الحروب کے الفاظ ہیں۔ جس میں یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد بالنیف کی شرائط پوری نہیں ہوں گی۔ اس لئے مسیح موعود دلائل الی قوت سے اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرے گا۔ انہیں شکست فاش دے گا۔ مہدی کے بارے میں بھی یہی ملامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی کہ وہ خون

نہیں بہاے گا۔^۱ شیعہ کتب میں بھی امام ممدی کے وقت جنگوں کے موقوف ہونے کا ذکر ہے۔^۲
بفضل الحضور کے خاتمہ کی معنی کرنا کہ مسیح جنگی تہذیب پر قتل کرنا پھرے گا ایک مضحکہ خیز بات ہے جو
شام نبوت کے بھی منافی ہے۔ قرآن شریف میں بدر، اریو، یوں کو بندر، رختیر، قرمدیا گیا ہے۔
(نمودہ ۶۵) چنانچہ امامہ راغب اصفہانی کے نزدیک تہذیر سے مراد مخصوص جانور کے ہوا و خدق
و عادات میں اس کے مشابہ لوگ بھی ہیں۔^۳ علم ربایا میں قتل تہذیر کی تعبیر یہ ہے کہ خام، ٹھن پر غصہ
حاصل ہوگا۔^۴

حدیث میں آخری زمانہ کے علماء کو بھی ان کے بہ خصائل خالی، بد عملی، رجسٹ و غیرہ کے
باعث بندر اور سوز کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔^۵ یہ مسیح موعود کے تہذیر قتل کرنے سے مراد
دشمنان اسلام کو بھی میدان میں شکست دے کر ملکہ حاصل کرنا، عا و رہا ملکہ کے نتیجہ میں ہمیں ملاک
کرنا تھا۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر آنے والے بی، دشمنان اسلام مثلاً بیانی سید
ڈسٹر، بی، پادری عبداللہ آتھم آریہ پنڈت، لیٹر ام، ر، مگر بی معاد یں ملاک ہوئے۔

اس حدیث کے یہ الفاظ کہ مسیح موعود مال کی طرف ملائے گا، کوئی اسے قبول نہ کرے گا اس
سے مراد بھی دنیوی مال نہیں ہو سکتا جس سے انسان کبھی بھی انکار نہیں کرنا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ انسان کے پاس سونے کی ایک، آبی بھی ہو تو، دوسری، آبی کا تقاضا کرے گا اور اس کا پیٹ
سوئے مٹی کے کوئی چیز نہیں بھرتی۔^۶

ہاں مال سے مراد یہاں روحانی ثواب ہے قرآنی معارف اور دین کے حقائق ہیں جن سے دنیا
والے دور بھگتے ہیں اور یا کی طبع، جس میں دین اور روحانیت قبول نہیں کرتے اور آج دنیا کی یہ
حالت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یا کی چمک، ملک اور مائیت کے اس دور میں جب دنیا بھارت سے
بے بہرہ و مرحد، کو جوں چکی ہے، حد کی اعانت اور مہارت میں پایا ہوا ایک سچا مجدد بھی بد شہ بہت
عظمت رکھتا ہے۔ جس جو لوگ یہ روحانی شراعت قبول کریں گے ان کی قایا پٹ جائے دن میں
مدی ثروت اور بھنی چارے کا نظام تمام ہوگا جو کین، حسد اور بغض سے پاک ہوگا، مرحد کے فضل
سے جماعت احمدیہ عالمگیر کے ذریعہ دنیائے احمدیت میں ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے۔

بعض روایات میں حسی بکثر فیکمہ المانی فیصل کے الفاظ بھی ہیں۔^۷ ان کا مطلب
یہ ہے کہ تنگ دست عروج میں بالخصوص اور اقوام عام میں بالعموم مال کی فراوانی ہوئی آج یہ معنی بھی

پوری کتاب سے خواہ ہو رہے ہیں۔

حوالہ جلت

- ۱۔ عمدۃ القاری شرح بخاری از علامہ بدرالدین بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۵۸۲، الباب ۱ عامرہ مصر
- ۲۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۴۱، رقم القدر ۱۰۲
- ۳۔ فتاویٰ مختلفہ فی مائتات اندری المکتبہ صفحہ ۴۴۴، کتاب ۳ شارح قماش ہدایہ قاضی
- ۴۔ مشرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۳۶، مکتبہ المدینہ، ریاض
- ۵۔ یہ چتر جہ قرآن مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۰ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی
- ۶۔ سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۹۵، علامہ ابو محمد، بحوالہ مقداد در فی اخبار المختصر صفحہ ۶۳ مطبع عالم الفکر قاہرہ
- ۷۔ بحار الانوار جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۱، احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۸۳ء
- ۸۔ معروضات راغب از علامہ راغب اصفہانی صفحہ ۱۵۹ مطبع مہمبہ مصر
- ۹۔ الاشارات فی علم العبارات از علامہ ابن شامہ نہ حاشیہ تعلیم الامام - ثانی صفحہ ۱۷۹ مکتبہ محمد علی ملکی - قاہرہ - مصر
- ۱۰۔ کنز العمال جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۰ - مطبوعہ - اردو المعارف النظامیہ حیدرآباد ۱۳۱۳ھ
- ۱۱۔ بخاری کتاب الفرق باب ما یتقی من فتنہ الحال
- ۱۲۔ بخاری کتاب الاستسقاء باب فی الرلادل و الایات

غلبہ حق بر ادیانِ باطلہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى نَعْبُدَ الثَّلَاثَ وَالْعَرَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كُنْتُ لَا ظَنُّ حِينَئِذٍ لَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ ذَلِكَ قَائِمًا فَإِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رَجُلًا طَيِّبَةً فَيَتَوَلَّى كُلَّ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ حُرْدَلٍ مِنَ الْإِيمَانِ فَيُبْقِي مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيُرْجَعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ

(مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى تعدد دوس)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن رات عتَم نہیں ہوں گے (یعنی قیامت نہیں آئے گی) یہاں تک کہ ثلاث وعزّٰی کی پھر پرستش کی جائے گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب قرآن شریف کی یہ آیت اتری کہ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور یقین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے تمام انبیا پر غالب کرے تو وہ مشرک اسے مانگندہی کریں تو میں یہ خیال کرتی تھی کہ یہ (غلبہ) مکمل ہو (وہی) ہے۔ آپ سے فرمایا۔ غلبہ جب تک مدہا چاہے گا رہے گا۔ چہ اللہ تعالیٰ ایک خوشگوار ہو چاہے گا۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں رانی کے ۱۰ اے کے نہ ہو بھی ایمان ہے وفات پا جائے گا۔ صرف وہ لوگ بدی رہ جائیں گے جن میں کوئی بھائی نہیں اور وہ اپنے آباء اجداد کے شرکانہ دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (اور ثلاث وعزّٰی کی ۱۰ بار رو پرستش ہوگی)

تشریح امام حاکم اور امام بغوی نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے اور اس کی صحت پر اتفاق یہ ہے۔ شیعہ مسلک میں بھی اس مضمون کی روایات ملتی ہیں۔ سورۃ توبہ (آیت ۳۳) میں سلام کے تمام ویلے پر جس غلبہ کا ذکر ہے یہ وہ حقیقی اور دائمی غلبہ ہے جو دلیل اور حجت کی رو سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّىٰ عَنْ بَيِّنَةٍ (الأنفال ۴۳) کہ مَلَک ہو جائے وہ جو دلیل سے مَلَک ہوا اور مردہ رہے وہ جو دلیل کے ساتھ مردہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تکمیل ہدایت قرآنی کے ساتھ مرز میں عرب میں موجود سب یہودیت جیسائیت اور شرکین وغیرہ ظاہری رنگ میں بھی مسلمانوں کو اقتدار اور غلبہ نصیب ہو کہ یہ قیام ثریعت کا بنیادی تقاضا تھا اور دلیل و حجت کے لحاظ سے بھی ان مذاہب کو لازم سمجھ دیا کہ یہ اسلام کا آخری مقصد تھا لیکن دنیا کے تمام ادیان پر حجت و برہان کی رو سے اس غلبہ کی تکمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اور خاتم مسیح مہدی کے زمانہ میں ہی مقدر تھی یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر نظر حدیث میں بیان کر دیا حضرت عائشہؓ کی اس بات سے اتفاق فرمایا کہ سلام ضرور غائب آئے گا اس عارضی غلبہ کی تکمیل بعد میں ہوگی۔ چنانچہ شیعہ اور اہلسنت مفسرین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعود اور امام مہدی کے وقت میں ہوگا۔

اور چونکہ یہ غلبہ حجت و برہان کے عارضی مقدر تھا اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بصع الحَرْب کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح موعود مہدی کو اس سے جنگ کی بجائے دلائل سے صیقلی مذہب پیش کر دے گا اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ مسیح کے سانس سے کافر مریں گے اور اس کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اس کی نظر ہوگی۔ اس سے ظاہری موت اس لئے مراد نہیں لی جاسکتی کہ کُفر سارے کافر مسیح کے ہم سے ہی مر جائیں گے تو آپ پر ایمان کون لائے گا۔ پس اس کے یہی معنی ہیں کہ مسیح دلائل قویہ اور نہایت قاطعہ سے کفار کو مَلَک کرے گا اور حدیث وَلِيَهْلِكَ اللّٰهُ فِي دِمَاسِهِ الْحَمَلِ كُلُّهَا اِلَّا الْاِسْلَام کے ظاہری معنی کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو مَلَک کرے گا قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ یہ ناکہ قرآن میں یہود و نصاریٰ کے قیامت تک باقی رہنے کا رمبہ موجود ہے۔ جس رسول اللہؐ کی اس پیشگوئی کا بھی یہی مصعب ہے کہ اسلام کو تمام مذاہب پر بھی مر دھاتی غلبہ عطا کیا جائے گا اس کا آغاز اس زمانہ کے مسیح مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے عارضی بوجھ بوجھ اور جس کے واضح آثار جماعت احمدیہ کی

خداوتِ خالصہ کے دور میں الحق عالم پر ہر صاحب بصیرت دیکھ سکتا ہے۔

حوالہ جلت

۱۔ (الف) تفسیر مجمع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۵ صفحہ ۶۴۔ از علامہ طبری (دیباچہ الترغیب والترہیب)
بیروت لبنان

(ب) تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۱۹۵ مطبع فاروقی پریس، علی

ع مسقط کتاب الفتن باب ورائدہ حال

ع بود، کتاب الملاحم باب ورائدہ حال

قیامت سے پہلے دس نشانات

عَنْ حَلِيقَةَ ابْنِ أَسِيدٍ الْغَضَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَطْلَعَ النَّبِيُّ
عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَلَمَّا نَكُرُ لِفَعَالٍ مَا تَذَكَّرُونَ هَلُّوا مَذَكَّرَ السَّاعَةِ قَالَ
أَنَّهَُا كُنْ تَقُومُ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ الْمَذَكَّرُ لِلدَّخَانِ
وَالْمُخَالِ وَالْمَذَابَةِ وَطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَرُؤُوسِ عِيسَى
بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَأْخُوجُ وَيَأْخُوجُ وَثَلَاثَةُ
خُسُوفٍ: خُسُوفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخُسُوفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخُسُوفٌ
بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُقُ النَّاسَ
الَّتِي مَخْشَرُهُمْ

(مسلم کتاب الحسب باب فی الايات الہی تکرر قبل الساعة)

ترجمہ: حضرت حذیقہ بن اسید الغضاری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس
تشریف لائے ہم باہم ہنگو میں مصروف تھے آپ نے فرمایا یا باتیں کر رہے ہو ہم نے عرض کیا کہ
قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا قیامت کام نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اس سے پہلے تم اس
نشانات دیکھ لو آپ نے دھان، جال، آگ، مغرب سے سورج کے ظہور، رمل مہدی بن مریم، یاجوج
ماجوج، اتریں خسوف مشرق، مغرب اور جزیرہ العرب میں بیان فرمائے اور سویریں تیرے ایک آگ
پہنچانی جو یمن سے ظاہر ہوگی اور لوگوں کو ان کے اصحابوں نے نی جگہ کی طرف بلانے۔

تشریح: امام حاکم نے یہ حدیث صحیح قرار دی ہے۔ اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں
قیامت سے قبل ظاہر ہوئے والے ان نشانات کی ترتیب مختلف بیان کی گئی ہے اسی طرح ایک اور
روایت میں جال کے ساتھ سویرے نشانی یاجوج ماجوج کا بھی ذکر ہے۔ اس جگہ یہ نشانات ایک طبعی

(۱۱ تا ۱۳) و جال اور یا جوج ماجوج سے ترقی یافتہ مغربی اقوام اور باخوس مسیحی قوم کے اندوی اور
وئی سامر و ہیں جن کی مذہبی اور اپنی کھست لال کے میدان میں مسیح موعود کے وریو مقدر تھی سو
سام کے بطل بلیں حضرت مرزا صاحب کے وریو یہ انوں نشان بڑی ثماں سے پورے ہو چکے
ہیں۔

۱۷ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مغرب سے سورج کے ظلوٹ کا ایک مطلب یہ تھا کہ یورپ سے علم کا سورج چمک اٹھے گا جس سے دنیا روشنی پائے گی۔ دوسرے مغرب سے ظلوٹ آفتاب کا گہر تعلق مغربی قوم کی مذہبی و دینی قسمت سے بھی ہے جس کے نتیجہ میں مسیح موعودؑ کی جماعت کے طلبہ کا سلسلہ مغرب میں شرمناک ہوا تھا، مغرب سے اسلام کے روحانی سورج نے ظلوٹ کرنا تھا۔ پتا ہی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آفتاب کے مغرب سے ظہران کرنے سے مراد جیسا کہ ایک روایا میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مغربی ممالک آفتاب صداقت سے سوزے جا میں گئے اور ان کو سلام سے حصہ لے گا“۔

۱۰۰ -

”معاذ اللہ میرے دینی اسلام کے سونے کو بیہودہ و غریب ہو رہا تھا پھر

”عرب سے ظلم و ستم کیا“۔

آٹ سے سال قبل شاید کوئی اس حقیقت سے انکار کر دیتا جب مغرب میں احمدیت کا آغاز ہو رہا تھا میں آٹ یورپ میں یہ نشان جس شان سے ظاہر ہو چکا ہو رہا ہے اس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔

✓ خانہ کے معنی جہ میں کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس سے عرب میں

ظاہر ہونے والا تھا کہ انسان مر" یا "میتا تھا"۔ آخری زمانہ کی نشانیوں میں بائبل میں بھی ہمارے پرانے کی خبر تھی جو اس زمانہ میں پوری ہوئی۔ اس کے علاوہ ان خان کے ظاہر کی معنی کے لحاظ سے دھوئیں کا شعلہ بھی اس زمانہ میں مختلف شعلوں میں پورا ہو چکا ہے۔ انہم بھم کے دھوئیں کی صورت میں بھی اور جدید مشینوں، سوار یوں اور کارخانوں کے ایدھمن کے جلنے سے پیدا ہونے والے دھوئیں کی صورت میں بھی۔ جس کے نتیجے میں فضائی آلودگی (Pollution) آج کے دور کا ایک خوفناک مسئلہ بن چکی ہے۔

۷۱ دابہ کے معنی جانور یا کٹرے کے ہیں قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے کہ جب لوگوں پر فردوس میں عذاب ہو جائے گا تو ہم ایک ایسا کٹر پیدا کریں گے جو ان کو مارنے کا یہ تاکہ لوگ اللہ کی نیت کا نکار کرتے تھے۔ (انفل ۳۰) تو اس بن معان کی روایت میں مسیح موعود کی توحید آوری اور ان کے موصوفہ ہونے کے وقت ان کے مخالفین کی ترشوں میں ایک کٹرے کے پیدا کرنے کا ذکر ہے جس سے وہ طشت سے ٹپک ہوں گے۔ علامہ تورشٹی (متوفی ۱۳۰۰ھ) نے بھی اس کٹرے سے طاعون کا کٹر امر" یا ہے۔ شیعہ روایات میں بھی امام مہدی کے زمانہ کی نشانی مرث موت (یعنی جہنم) اور عید موت یعنی طاعون بیان کی گئی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امام مہدی کی صداقت کے لئے چاند اور سورج گرہن کا نشان رمضان کی خاص تاریخوں میں عام ہوا تو حضرت مرزا صاحب کو بتایا گیا کہ اگر لوگوں سے اس نشان سے فائدہ نہ اٹھایا تو ان پر ایک عام عذاب نازل ہوگا۔ پھر ۱۸۹۸ء میں آپ نے خوب میں دیکھا کہ کچھ فرشتے پنجاب کے مختلف مقامات پر سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عتیب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ آپ کو یہ علم شف میں یک کٹر، کھایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ طاعون کا کٹر ہے۔ اس کا امام اللہ الارض اس لئے رکھا گیا کہ زمین کے کٹروں سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اس سے یہ اشارہ تھا کہ یہ کٹر بطور مزا اس وقت اٹھے گا جب مسلمان ایران کے علماء زمین کے طرف جہنم کرخواں اللہ الارض یعنی زمین کیڑے بن جائیں گے۔

چنانچہ پیشگوئی کے مطابق یہ آپ الارض عام ہوا۔ پہلی سے طاعون کا آغاز ہوا مگر جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا تھا کہ پنجاب میں بہت سخت طاعون پڑے گی بعد میں ایسا ہی

ظہور میں آیا اور ایک غیر معمولی طویل، درد خاں کا ہوا جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک ہفتہ میں تین تہیں ہر مہوت ہو میں اور ایک سال میں نہ لاکھ آئی مر گئے اور ہر سال خاں میں شدت آتی چلی گئی لاکھوں آدمیوں نے یہ قبر کی شان، پیر حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود و مہدی موعود قیل کیا۔ اس شان کی عیب طاقت یہ تھی کہ اس وقت تک خاں کا زور نہیں ٹوٹا جب تک حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کا اعلان نہ فرمایا۔

xlvii اس حدیث میں مذکور تین مقامات کا تعلق شرق، مغرب اور تہذیب و عرب میں مسیح سے ہے۔ صنف کے معنی زمین میں جنس جانے کے ہیں۔ قرآن شریف میں بھی کاروں کے پنے گھر سمیت زمین میں جنس جانے کے لئے یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ کیا حدیث میں اس خوفناک زلازل کی طرف اشارہ ہے جن کا سلسلہ شرق و مغرب پر مہیا ہوگا اور قیامت سے قبل خاص طور پر مسیح موعود کے زمانہ میں خاتم ہونے والے تھے۔ بعض اور احادیث میں بھی امام مہدی کی بشارت کے ساتھ زلازل کی خبر بھی دی گئی ہے۔ انجیل میں بھی مسیح کی بعثت مانی کے وقت بڑے بڑے ہول پھیلنے کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود، علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کے بعد، کیا کو حجتہ یا ک

”خدا کے لئے مجھے عام طور پر رزلوں کی خبر دی ہے۔ جس یقیناً تجھ کو جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں رزل لے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور یہ ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔“

جہاں تک عرب، ایشیا کا تعلق ہے آنکھیں صدی بھری میں۔ یہ سورہ میں یک صحت رزل ہو جس کے بعد لاکھوں سے ایسی آگ بھرنی کہ جمہور کی رات سے جمعہ کی صبح تک بھڑکتی رہی۔ ۱۸۹۱ء میں مشرقی ایشیا کے ایک ملک جاپان میں رزل سے آٹھ ہزار مہوت ہو میں اور ایک لاکھ ۹۷۰۰۰ مقامات تباہ ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں آسام ہندوستان میں صحت ہونا ک رزل آیا۔ ۱۹۰۲ء میں، سٹانڈر میں صحت ماک رزل سے چالیس ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں کانگریس کے رزل لے میں ۲۰ ہزار مہوت ہو میں اور پچھ لاکھ مربع میل تک جھینے محسوس کئے گئے۔ ۱۹۰۶ء میں مغربی ایشیا کے ملک سان فرانسسکو امریکہ میں رزل سے ایک ہزار افراد ہلاک ہوئے اور ۲۰ کروڑ افراد کی جا بیدار تباہ ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بجا طور پر دیا کو متوجہ کیا کہ:

”بجاست مجموعی تاریخ میں، دیکھا جائے تو ایسا سلسلہ زلزلہ جو تمام دنیا پر

مچھا ہوا ہو۔ کبھی نظر نہیں آتا۔“

چنانچہ یہ حقیقت خیرہوں نے بھی تسلیم کی، کانگریز کے زلزلہ کا ذکر کرتے ہوئے پیسہ اخبار نے کسی

سب سے مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ اسے ایسے اثرات و بانی

مراض اور راز لے آئے ہیں اس سے پیشتر ایک صدی کی تاریخ کو بغور

دیکھا جائے تو اس صدی میں ہی ایک صدی کا آنا معلوم نہیں ہوتا۔“

۴ قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والا ۱۰۰ سالہ نشان و آگ بیان کی گئی ہے جو یس سے نکلے گی اور

لوگوں کو اس کے نشہ کی جگہ کی طرف لانے کی۔ مہر ی رہا امت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک ہی ”گ“ ہو

گی جو معدن (یعنی کاشی) کی تہ سے نکلے گی جو لوگوں کو نشہ کی طرف لانے کی جو چوہوں اور کیڑوں

مکوڑوں کو بھی جمع کرے گی۔ اپنی ہونا ک علامات کے لحاظ سے یہ و آثری نشانی معلوم ہوتی ہے

جو قیامت سے قبل ظاہر ہوگی چنانچہ ملا علی نقاری نے لکھا ہے کہ اس میں بڑے نشہ (قیامت) کی

طرف اشارہ ہے جہاں کنار کو ہانک کر لے جایا جائے گا۔ اس لئے پہلی نو نشانوں کے پور ہو

جانے کے بعد قرب قیامت اور یوم نشہ کی آثری نشانی کی طرف بہت متوجہ کرتے ہوئے دنیا کو مد

کا خوف و رتق و تنقیر کرتے ہوئے و مددی بہ حق قبول کرنا چاہئے پہلے اس سے کہ قیامت

آجائے۔ یس کے شبہ معدن کے جغرافیہ میں خاموش آتش نشان پھاڑوں کا دیکھ بھی ملتا ہے۔

لقد تعول ہی بہت جاتا ہے، یا کی آثری باقی آثار کہاں سے ہونے لگا ہے؟

حوالہ جات

- ۱۔ مشترک حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ مکتبہ القلم الحلیفہ ریاض
- ۲۔ مختصر درالہوام صفحہ ۵۱۵ رو حافی ث۔ ابن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷
- ۳۔ خطبہ سابع صفحہ ۱۶ رو حافی ث۔ ابن جلد ۱ صفحہ ۵۳ (ترجمہ از عربی)
- ۴۔ بخاری کتاب التیمیر سورۃ وفان
- ۵۔ مسم کتاب الفہم باب درالہ جال
- ۶۔ مقام مدح و یہ لہ اطلسوی ترجمہ مقامہ رشتی از جامعہ شام الدین تورشتی مترجم زبولوی اختہ محمد خان تاج کتب منزل تہجد یہ شیمی مازار لاہور
- ۷۔ تامل لدین صفحہ ۹۸ مطبع میدر یہ نجف
- ۸۔ نزول کتب صفحہ ۳۹ رو حافی ث۔ ابن جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۶، ۳۱۷
- ۹۔ سائیلو پیڈیا آف نیو یارک ریڈیو پلیٹ جلد ۱ صفحہ ۹۹۱۔ ایڈیشن ۱۹۵۱ء
- ۱۰۔ کشف الحمد فی معرفۃ الامم جلد ۳ صفحہ ۶۷۰۔ ارعلامہ ابو الحسن الارطبی۔ دارالاشواق بیروت
- ۱۱۔ لوتفا / ۲۱
- ۱۲۔ ھدیۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۵۶
- ۱۳۔ فتح الباری از علامہ ابن حجر ۱۳ صفحہ ۸۰، ۸۱ نشر المکتب الاسلامیہ لاہور
- ۱۴۔ مخطوطات جلد ۵ صفحہ ۸ جہ یہ ایڈیشن
- ۱۵۔ پیہہ اخبار کیم سن ۱۹۰۵ء
- ۱۶۔ مرتقاۃ تصانیف شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۱۸۸ مکتبہ مہدیہ مصر
- ۱۷۔ رد المحتار فی المعارف الاسلامیہ صفحہ ۸۰۸ نشر کادہ نجاب لاہور

اہل مشرق کی سعادت مندی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَرَّةٍ الرَّبِيعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ
الْمَشْرِقِ فِيَوْمَ تَكُونُ لِلْمُهَدِيِّ يَمْنَى سُلْطَانَهُ

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو امام مہدی کے لئے راہموار کریں گے اور ان کے طلبہ کے سے
سعادت انجام دیں گے۔

تشریح اہلسنت کے مابین وہ حدیث شیعہ مسلک کے نزدیک بھی مسلم ہے اور علامہ ابو عبد اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ}
شافعی سے اس کی صحت پر اتفاق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حدیث راہمواروں نے سے روایت کیا
ہے۔

اس حدیث سے بھی اہل مشرق کی سعادت مندی کا پتہ چلتا ہے کہ اہل آغار میں امام مہدی
کے سے راہموار کرے اور طلبہ حق میں ان کے انصاریت کی توثیق ملے گی۔ دیگر احادیث میں بھی
مہدی و ان کے انصار و اعداؤں کا ملاقات مشرق کی سرزمین قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم کی حدیث میں
س مريم کا نزول دمشق کے مشرق میں بتایا گیا ہے اور غیبیہ رجال کا حلقہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مشرق کی سرزمین بیان فرمایا جہاں اس کا روحانی مقابلہ مسیح مہدی نے آکر رہا تھا۔ بعض مر
روایت سے مسیح موعود کے ان اصحاب دہل مشرق کی عظمت و مرتبت کا اشارہ ملتا ہے۔ حضرت ثوبان
کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی وہ جماعتیں ایسی ہیں جہیں
اللہ تعالیٰ سے (جنم کی) آگ سے محفوظ رہا کر دیا ہے۔ ایک موجد جماعت جو (پہلی دفعہ)

مسیح موعود کے ان اصحاب خاص کی تعداد ۳۱۳ بیان ہوئی ہے اور ان کی صفات یہ بھی ہیں کہ اللہ ان کے دلوں میں الفت پیدا کرے گا (یعنی متحد ہوں گے) اور وہ کسی سے خوف نہیں کھیں گے اور جو ان میں داخل ہوگا اس پر ہر اکسے نہیں (یعنی حد اپنے کامل ہر وہ ہوگا)۔
پس انی دوستوں کے عین مطابق اس زمانہ میں مشرق یعنی ہندوستان کے ملک میں ہی مہدی کا آنا مقدر تھا سو یہ خوش نصیبی اہل مشرق کے حصہ میں آئی۔ مہدی کے ۳۱۳ ساتھیوں کا کرشمہ نہایت میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ مہدی کے ساتھ کتنے لوگ نہیں گئے تو انہوں نے جواب دیا کہ اصحاب ہر کی تعداد کے مطابق یعنی ۳۱۳ ہوں گے۔ اس طرح مہدی کے اصحاب کی صفات میں یہ بھی بیان آیا ہے کہ ان کے جدا تے اور وطن مختلف ہوں گے مگر ان کے مقاصد یک ہوں گے۔

یہ مر قائلہ کر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس تیسرے مدتیہ و اصحاب کے نام
نجم آہم میں ۱۸۹۶ء میں شائع فرما دیے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس افریقا صاحب چاہے اس شریف
سے پہلو سے بھی آپ کی تصدیق فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود
کے ساتھ تین سو تیرے اصحاب موجود ہیں جو آپ کی سپاہی کی بنیادی ہے۔

۱۔ کشف المحجوب فی معرفۃ الاسرار جلد ۳ صفحہ ۷۸۔۷۹۔ از علامہ ابو الحسن علی بن عیسیٰ طبریزی دارالاشواق بیروت
ع۔ ثانی کتاب چہاں باب غزوۃ اہلبند

مع مشترک حاکم جلد ۵۵ صفحہ ۵۵ دارالشعریہ، ۱۳۹۸ھ

مع بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۳۱۰ دار احیاء الہیات النجفیہ

۱۳۴۰

غلاموں کے آقا کا اظہارِ محبت و شوق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
وَدِدْتُ أَنَا قُلْدٌ وَأَيْمُنَا أَخْوَانَنَا قَالَ لَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَا يَا أَخْوَانُكَ؟ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَأَخْوَانِي
الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدِي وَأَنَا قَرِيبُهُمْ عَلَى الْخَوْضِ ... الخ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴۰۰، دار الفکر العربی بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رہائش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا فرمائی۔

میری دلی تمنا ہے کہ یا ہی خوب ہو، جو ہم اپنے بھائیوں کو ان آنکھوں سے دیکھ لیتے صحابہؓ نے
عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا تم تو میرے
صحابہ ہو، میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے، اور میں خوض کوثر پر ان کا پیشہ ہوں گا۔
تشریح: یہ حدیث علامہ سیوطی نے صحیح قرار دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا قہر تان تشریف لے
گئے، اور اہل قبور کو سلام یا پھر آتری رمانہ کی جماعت آثرین کا، کر خیر کے ان کے سے حس
و بہانہ محبت کا اظہار یا دقتیا کامل رشک ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنی امت
کے ن فر کو ایسے بچوں میں گئے جو ابھی، یا میں نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا ابھی تم سچ لکھو گورے
(جن کے پاؤں اور پیٹانی پر سفیدی کے نشان ہوتے ہیں) فالے سیاہ گھوڑوں کے درمیان دیکھو تو
بچان لو گے یا نہیں۔ صحابہؓ نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن انہوں نے
سے میرے ان امتیوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور میں خوض کوثر پر ان کا پیشہ ہوں گا۔

ہوں گا۔ اس کے بالقابل و دلوگ جنہوں نے آپ کی تعلیم چھوڑی ان کے لئے آپ نے امت
 مارا ننگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے سے دور رہنے کا ارشاد فرمایا جس سے حد کی پناہ ملتی جا رہی ہے۔
 اس آخری جماعت کی خوبیوں، نیک صفات اور مقام کے بارے میں بنیائیم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اللہ تعالیٰ سے علم پانچ بار بار باری محبت سے اسے یاد کیا چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ پوچھ رہا ہوں
 کرتے ہیں کہ میں نے ایک صحابی جو محمد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث بتاؤ جو آپ
 نے بنیائیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی ہو انہوں نے کہا میں آپ کو ایک بہت اچھی حدیث بتاتا
 ہوں یک صبح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا بھی
 ہمارے ساتھ ٹھیک طعام تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہم سے بھی
 بہتر ہوگا؟ ہم نے امام قبول کرے لی سعادت پائی اور آپ کے ساتھ اچھی خدمات اور جہاد میں
 شرکت کی آپ نے فرمایا میں ایک قوم ہے جو تمہارے بعد ہونی دو مجھ پر ایمان لا میں گئے حالانکہ
 نبیوں نے مجھے دیکھا نہیں۔^۱ کو یا مجھے دیکھتے بغیر مجھ پر ایمان لا اور میرے امام کی خاطر قربانیوں
 کرنا یہ اس جماعت کا خاص مقام ہوگا اور اس وجہ سے دوری ثواب کی حامل ہوگی۔

پس نئے سعادت مند اور خوش قسمت ہیں دلوگ جنہوں نے امام وقت مسیح مہدی کے درمیان
 آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر از سر نو ایمان تازہ کیا اور آپ سے سچی
 محبت اور کامل اطاعت کی یہ نکتہ سے بین حق کی راہ میں جان و مال اور وقت کی قربانیوں کی
 توفیق پائی اور پھر ہے جس کے نتیجے میں عظیم الشان اپنی فتوحات کے سلسلے جاری و ساری ہیں۔
 و بالله التوفیق۔

حوالہ جات

- ۱۔ جامع الصغیر، علامہ سیوطی، ج ۲ صفحہ ۱۹۵ مکتبہ اسلامیہ لاہور
- ۲۔ مسند، ری کتاب التہاق باب فصل آخرہ لافہ

اہل بیت رسولؐ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَلَامٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

(مسند ذک کتاب معرفۃ الصحابہ ذکر سلمان الفارسی)

ترجمہ: حضرت مصعبؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان
(فارسی) ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

تشریح: اس روایت پر سنی و شیعہ مکاتب فکر متفق ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ ملک فارس کے گجی باشندے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
طرف ان کی نیکی و تقویٰ، اور احاطت و رہنمائی میں اپنا حقیقی روحانی اہل بیت قرار دیا، دوسری
طرف آثری زمانہ میں انہیں قائم کرے والے مہر و کامل کو سلمان کی قوم میں سے قرار دے کر بتا دیا
کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی اہل بیت سے ہو گا۔ ممدی کا مسماۃ اہل بیت سے ہونا
اس لئے بھی بعید و قیاس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں آنے والے عیسیٰ بن
مریم کو ممدی قرار دیا ہے۔ قرآن شریف میں پُر نوحؑ کو اس کے اعمال پر کی سب سے اہل لبس و
افسوس قرار دیا۔ حضرت نوحؑ کے اہل بیت سے خارج کر دیا گیا۔ (ہود: ۷۴) جس سے صاف
ظاہر ہے کہ اہل بیت کا حقیقی اور منصب طرہٴ رہبر و معانی ہی ہے۔ اہل بیت کے اس معہم کی تائید بعض
دیگر احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ آپ کی کون سی (اہل
بیت) کوں ہیں آپ نے فرمایا۔ متقی میرے اہل بیت ہے اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان اولیاء کا
الا مفسون (الانفال ۳۵) میں بیت اللہ کے متقی ملی متقی لوگ ہی ہیں۔

امام مدنی کے اہل بیت میں سے ہونے کا مسئلہ یہ سدِ بیٹ خوب واضح کر دیتی ہے جس میں ایک قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے روحانی معنی مراد لئے، ورسب متقی لوہوں کو اپنا اہل بیت قرار دیا ہے شک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خونی رشتہ رکھتے ہوئے، سمائی طور پر آپ کے اہل بیت میں شامل ہونا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ مگر جب روحانی رشتہ بھی ساتھ ہو جو ہو تو پھر یہ وہی سعادت ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص تقویٰ اختیار کرے وہ اہل بیت میں سے ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ جو ہم سے محبت کرے وہ اہل بیت میں سے ہے۔

مشہور عرب شاعر شوان حمیری نے یا خوب کیا ہے۔

اَلنَّبِيُّ هُمُ اَنْبِیَآءُ مِلَّتِهِ
مِنْ اَلْعَرَبِ وَالْاَعْرَابِ وَالسُّودَانِ وَالْعَرَبِ
لَوْلَا بَكْرُ اَبِي اَلْاَقْرَبِ
صَلَّى الْمَصَلَّى عَلَی الطَّاعِنِ اَبْنِیْ نَهَبِ

یعنی نبی کریم ﷺ کے اہل بیت دراصل آپ کے دین کے پیروکار ہیں خواہ وہ مجھی ہوں یا عربی، کورے ہوں یا کالے، اگر آپ کے اہل بیت صرف آپ کے خونی رشتہ داری ہوتے تو یک درہم پر سے لادہ نہ پہنچتے ہوئے سرش بولس پہ بھی رمتوں کی بارش نہ ہوتا۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آل کا اہل اپنے امراء ایک حقیقت رکھتا ہے، وہ وہ یہ کہ آل چونکہ رشتہ ہوتی ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کے وارث یا آل وہ ہوتے ہیں جو ان کے ملہم کے روحانی وارث ہیں، اس لئے کہا گیا ہے کہ کَمُلُ تَقْوًی وَ مَقْوًی اِلَیَّ“ (یعنی ممتقی، رہا سہا میری آل ہے)۔

ماں گھر، خانی، اہل بیت ہونے کے ساتھ خاموشی، خلوت، رخصت بھی ثابت ہو جائے تو یہ ہونے پر سہاگہ ولی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اہل بیت سے یہ نسبت بھی حاصل تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”سعادت کی جڑ یہی ہے کہ وہی فاطمہ سے ہوں سو اگرچہ میں ملای تو

نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں، میری بعض ”یاں مشہور“ صحیح النسل
سادات میں سے تھیں۔ مگر اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو تمارے خاندان کو
حاصل ہے صرف انسانی رہائشوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے
اس کی تصدیق کی ہے۔“

شیعہ دینی و دہنوں مسلک کے نزدیک مسلم بعض احادیث میں ممدی کے بارے میں یہ بھی ”تر ہے
کہ لَوْ لَمْ يَكُنْ عَرَبِيٌّ وَجَسَمُهُ جَسَمُ إِسْرَائِيلِيٍّ كَمَدِي كَارِئِكِ عَرَبِيٍّ اَوْ رَجُلٍ مِّنْ نَّحْلِيٍّ هُوَ كَانَهُ“
فارسی لاصل خاندان کا ترجمہ ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ”جو“ میں ”نحلی“
خوب کی آمیزش بھی تھی۔ جیسا کہ حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ
”ابن فارس حضرت احناف کی اہل میں“ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں
”میرے ”جو“ میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فارسی میں، دونوں
مبارک پیغمبروں سے مرکب ہوں اور احادیث ”اور آثار کو“ سمجھنے والے خوب
جانتے ہیں کہ آئے والے ممدی آثار انماں کی نسبت یہی کہنا ہے کہ وہ مرکب
لوجود ہوگا۔“

حوالہ جات

- ۱۔ تفسیر مجمع البیان اور علامہ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۶۱ مکتبہ مایہ اسلام، تہران
- ۲۔ تفسیر الصافی از علامہ فیض کاشانی جلد ۱۱ ص ۹۹ مکتبہ اسلام، تہران
- ۳۔ مکتوبات جلد ۱۰ ص ۱۶۶ اپ ۱۱۱۱۱۱۱۱
- ۴۔ زمرل مستح حاشیہ ص ۳۹ صافی ثر ابن جلد ۱۸ ص ۴۴
- ۵۔ (۱) الفتاویٰ لحدید ص ۶۸۔ از علامہ ابن حجر عسکری مکتبہ محمد توفیق (طبی ۱۳۵۳ھ)
- ۶۔ القطبی بمعبدان الارض مصر
- ۷۔ کشف القمہ فی معرفۃ الاسرار علامہ ابو النجس الارزلی جلد ۳ ص ۴۹، الارض مصر
- ۸۔ لفظ العمال جلد ۶ ص ۲۱۵، رد المعارف النکامیہ حیدرآباد، کن
- ۹۔ تحف کوثر و یہ ص ۳۲ صافی ثر ابن جلد ۱۸ ص ۱۱۸

مہدی - رسول اللہ کا کامل فرمانبردار

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَضِيَّ اللَّهِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَوْ لَمْ يَتَّبِعْ مِنَ الْمَلِكِ إِلَّا يَوْمَ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى
يُنْعَثَ رَجُلًا مَنَى أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوْاطِنِي اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ
اسْمُ أَبِي يَحْمَلُ الْأَرْضَ فَنُطْقُ وَعَمَلُهُ كَمَا مَلِكٌ ظَلَمًا وَحُورًا

(ابو داؤد کتاب المہدی)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی دقتی روٹیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو بابر کے گایاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بیچے گا اس کا نام میرا نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ وہ زمین کو بادل، نساف سے اس طرح بھرے گا جیسے دھپیلے ظلم، جور سے جری ہوئی تھی۔

تشریح۔ یہ حدیث ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد میں بھی موجود ہے ترمذی نے اس حدیث کی روایت قبول کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے جس میں صرف اسْمُهُ اسْمِي آیا ہے۔ اسْمُ أَبِيہ اسْمُ ابْنِ یعنی اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا، کے الفاظ موجود نہیں اسی طرح امام احمد بن حنبل نے بھی اسْمُهُ اسْمِي (یعنی اس کا نام میرا نام) والی روایت بیان کی ہے۔ یہ حدیث شیعہ مسلک میں بھی مستند ہے۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ حدیث میں اسْمُ أَبِيہ اسْمُ ابْنِ کہ اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا کے الفاظ ایک راوی زائدہ الباطل کا اضافہ ہیں جب کہ دوسری کسی روایت میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اور راہ دینو نگاہ امام بخاری، شافعی اور حاکم کے نزدیک بھی معتبر ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ یہاں اس اضافہ کا تاریخی پس منظر بھی قابل ذکر ہے کہ راہد و اباحلی تابعین کے مطلق طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کا زمانہ دوسری صدی

ہجری ہے، یہ عباسی حکومت کا دور تھا جس میں محمد بن عبد اللہ معروف بہ نقس زکیہ (حضرت امام حسین کے پوتے) نے مہدی کا لقب اختیار کر کے عباسی خلیفہ منصور کے بالمقابل خلافت کا دعویٰ کیا۔ تو محمد کے حامیوں نے یہ حدیث ان کی تائید میں پیش کر کے مشہور کیا کہ محمد بن عبد اللہ ہی مہدی موعود ہیں جن کی پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ان زمانہ میں باپ کے نام میں حدیث بہت واپس حدیث کے یہ الفاظ مشہور عام ہوئے اور برائی جماعت نے انہیں مہدی تیسرے کے بہت بھی کر لی۔ چہ وہ ۱۵۴ھ میں عباسی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔

اس حدیث میں بڑی قطعیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک روحانی فرزند کے ظہور کی خبر دی گئی ہے۔ جنی الہی کے بغیر ایسی یقینی خبر، یقیناً ممکن ہے بچہ اس حال موعود کا کام قیام عدل کیا گیا ہے جو اس کے مہدی ہونے پر دلیل ہے اور اس کے روحانی اہل بیت ہونے کی طرف اشارہ "رجلا مہدی" کے الفاظ میں موجود ہے کہ وہ آنے والا کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک فرزند کے ہونے کا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اچھا کرنے والے ناموں لوگوں کا تعلق کس سے کرنا کہہ کر اپنے سے ہاٹ، یا کہ دوزخ میں سے نہیں ہے اسی طرح یہاں "انہیں میں سے ایک شخص" کے الفاظ میں، تنہائی فرمانہ، اسی کے باعث اس شخص سے مال تعلق کا طہار ہے۔

"اس کا نام میرا امام ہوگا" کے الفاظ میں اس آنے والے کے نام کی شخص ظاہری مماثلت متصور نہیں۔ نہ ہی یہ کسی روحانی مرتبہ کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہاں روحانی موانعت کا مضمون غائب ہے کیونکہ امام کے معنی صفت کے بھی ہوتے ہیں جیسے واللہ الأسماء الحسنی (لا عرف ۱۸۰) میں اسما، الہی سے اللہ کی صفات ہی مراد ہیں چنانچہ حضرت ملا علی قاری نے بھی اس حدیث کی تشریح میں صفاتی مماثلت مراد لیتے ہوئے لکھا ہے کہ مہدی کی صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جیسی ہوں گی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات کے مطابق لوگوں کو مدد دیتے رہے گا۔

بعض روایات میں "خُلُقُهُ خُلُقِي" کے الفاظ بھی نہیں معنی کی مزید تائید کر دیتے ہیں کہ آنے والے مہدی کے اخلاق میرے اخلاق جیسے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنے والے مسیح اور مہدی کے بارہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا اور اس کا نام میرا امام ہوگا۔ اس میں

در اصل یہ شمارہ ہے کہ امام مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہوگا۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے علامہ نے بھی بیان فرمایا۔ حضرت شمارہ کی اللہ تعالیٰ مدد سے ملے گی۔ علامہ نے رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔

علامہ عبد الرزاق ثامانی لکھتے ہیں۔

”مہدی آخری انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا۔“

علوم، حقیقت میں تمام انبیاء اور یا اس کے تابع ہوں گے۔ یوں اس کا

باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ حدیث میں مہدی کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ مذکور نہیں بلکہ زیر بحث حدیث سے ہی یہ غلط فہمیت پیدا ہوتی ہے حالانکہ ماں کا تو اس حدیث میں مرے سے ذکر ہی نہیں ہے اور باپ کے نام کی شائبہ والے الفاظ حدیث میں کے ایک ثابت نہیں نام ”ر“ یہ غلط قبول بھی کرنے والے حادیں مہدی کے باپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد میں روحانی طور کے لئے استعداد موجود تھی اس لحاظ سے مہدی کا باپ بھی اس سے مشابہ ہوگا۔ بالکل ہی طرح جیسے مہدی کا صفاتی نام محمد بیان کرنے میں مماثلت نامہ رہی۔ باقی جہاں تک مذہبی امام کا تعلق ہے روایات میں مہدی کا نام ”احمد“ بھی آیا ہے۔ چنانچہ محدث حنفیہ بن حواء نے حضرت حذیفہ کی روایت سے مہدی کا نام احمد لکھا ہے۔ اس کی تائید علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل نام احمد ہی تھا۔ آپ کے خاندان میں فقط ”عدم“ بطور مشق کے استعمال ہوتا تھا۔ جیسے آپ کے والد کا نام غلام مرتضیٰ بھائی کا نام غلام قادر اور آپ کا نام عدم احمد تھا۔ سعاد کی لحاظ سے بھی یہ پیشہ آپ کے حق میں پوری ہوئی جس طرح بطنی لحاظ سے محمدی یہ تمام صفات کا آپ سے منسوب ہوا۔

اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ میں سے جو پایا وہ کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شاعری اور غلامی میں پایا ہے اور آپ کی پاکیزہ دینیت اس پر شمار ماثق ہے۔ یہ سہل کہ یا اس حدیث کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے بطور مہدی نیا کو عدل و انصاف سے نبرد کیا ہے اسی حدیث پر انہی سے مدد سے حل ہو جاتا ہے یونکہ

حدیث میں ہے کہ عدل و انصاف سے زمین اس طرح بھری جائے گی جیسے وہ پلے ظلم و جور سے بھری تھی و ظلم و جور سے زمین چند دن یا سال میں نہیں بلکہ تہہ رخا کی سو سال میں بھری تھی۔ پس اس عادلانہ نظام کی تکمیل بھی تہہ رخا ہوگی جس کا شاندار آغاز بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے رویہ ہو چکا ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ مسند محمد جلد ۱ صفحہ ۳۶، انشراحہ فی بیروت
- ۲۔ بحوالہ جلد ۵۱ مسند امام محمد مقرر محاسنی، اردیاء، التراث العربی بیروت لبنان
- ۳۔ بیس فی اخبار صاحب الزمان صفحہ ۹۳۔ ارعامة خانقہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف ^{علیہ السلام} مطبعی لعمامہ کتب الاشرف ۱۹۶۲، (متوفی ۵۶۶ھ)
- ۴۔ تہذیب احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۵ عبد اللہ اب الکیدئی ملتان
- ۵۔ مختص از تاریخ اسلام شاہ حسین الدین ندوی جلد سوم صفحہ ۵۶ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ۶۔ داب السلطانیہ فی دولتہ الاسلامیہ صفحہ ۱۶۶ مصنفہ مؤرخ الفخری (ابن طباطبائی) دار صادر بیروت ۱۹۶۰ء
- ۷۔ مرتقاۃ مضائق شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۷۹ مکتبہ المدینہ مصر ۱۳۸۶ھ
- ۸۔ کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۶۷۳ المطبعہ العربیہ حلب
- ۹۔ تہذیبات الالہیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ مطبوعہ اکادمی شادہ فی الدہ، ملای صد رمید آباد سندھ ۱۳۸۷ھ
- ۱۰۔ شرح المعصوم، احمام، ارعامة شیخ عبد الرزاق قاسمانی مکتبہ مصطفیٰ اہلبائی الخلفی مصر طبع ۱۴۰۶ھ
- ۱۱۔ کتاب الفکر باب فی تہذیب النہدی مد لہ صفحہ ۹۶۔ ارعامة خانقہ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد
- ۱۲۔ بحوالہ مقدمہ زر فی اخبار المتفکر صفحہ ۳۵۔ ارعامة یوسف بن علی کاتب عام، شکر قادیان
- ۱۳۔ قول منتظر فی ملایات السیدی المتفکر صفحہ ۶۷۔ ارعامة ابن جبریل شمشی ۳ شاریں، القماش قادیان

مہدی - رسول اللہ کی قبر میں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَثْرُلُ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ كَيْدَرُوحَ وَيُولِدُ لَهُ وَيَمُوتُ خَمْسًا وَارْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ كَيْدَمُ فَنُ مَعِيَ لِي قَبْرِي لَأَقُومَ أَنَا وَعَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

(الاولفاء باسوال المصطفى جلد ۱ ص ۱۱۴) اور ابن جریر متنی ۵۵۹ھ

مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، مشکوٰۃ، باب: ہل یثیر عیسیٰ بن مریم؟ (مطبوعہ نور محمد اسخ المطابع دہلی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم تشریف لائے گا وہ ثانی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور وہ ۴۵ سال رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی قبر سے دوبارہ نکلیں گے اور میرے ساتھ جائیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آپ کی بعض ذاتی علامات و خصوصیات کا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام بھی یہاں بطور مثیل کے استعمال کیا گیا ہے اور بتا دیا ہے کہ مثیل ابن مریم کی مسیح اول سے ہی مشابہتیں رکھنے کے باوجود معارف بھی لازم ہے مثلاً مسیح موعودؑ نہیں رہیں گے بلکہ ثانی کریں گے اور ہذا اولاد پائیں گے جو ان کا مشن اور کام جاری رکھنے والی ہوگی اور مسیح موعودؑ زمین میں ۴۵ سال بھریں گے (۱) روایات میں یہ مدت چالیس سال مذکور ہے (پھر اس ۱۰ یا میں نیک انجام کے ساتھ طبعی موت سے وفات پائیں گے) یعنی قتل نہیں ہوں گے جو مذہبوں کی راہ ہوتی ہے (۲) موت کے بعد بھی ان کا انجام نہایت شاندار ہوگا

کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی روحانی قبر میں دفن ہوں گے۔

اس حدیث میں لٹکا قبر تو نہ طلب ہے جس کے روحی معنی ممکن ہیں اول ظاہری قبر دوسرے روحانی قبر۔ پہلے ظاہری معنی کرنے میں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرشماں و رسوخ دینی ہے اس لیے یہ مفہوم امت میں ہی نے بھی مرا نہیں یا لہذا ایک ہی معنی باقی رہ گئے جو روحانی قبر کے ہیں۔ جن کا ثبوت قرآن شریف میں بھی موجود ہے کہ نَسَمَ امَامَہَ عَلَیْہِ رَہ (جس ۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کو موت دے کر ایک روحانی قبر عطا فرماتا ہے۔ لیکن قبر کے معنی قبر و نہ صرف عربی لغت کے خلاف بلکہ بعید از قیاس میں اور انصح العرب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کرنا اپنی دست میں ہے۔ فی ہے۔ نیز اس حدیث کا یہ ترجمہ ”مسح موعود میرے قبر و میں دفن ہوگا“ سیاق کلام کے بھی خلاف ہے۔ یہ لگائے گئے حصہ میں یہ نہ کہ میں اور عثمان بن مریم ایک ہی قبر سے نہیں گئے جو بزرگوار کا مقام، میں با میں ہے جیسا کہ یا میں بھی وہ آپ کے مشیر اور دست و بازو تھے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حدیث کا یہ جملہ کہ عثمان بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہوں گے اسرائیلی روایات میں سے ہے۔ چنانچہ یہودی علماء سے مسلمان ہونے والے مسیحی بنی عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ تو رہت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نیکائی نصی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات امیاء کی اسرائیل کے ان مکاشفات میں سے تھی جو تجویہ طلب ہوتے ہیں اس مکامہ میں دراصل مسیح موعود کے اس مقام قرب اور روحانی مناسبت کی طرف اشارہ ہے جو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوں گے۔ مرنے کے بعد اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملے گی اور روحانی قبر میں ایک ساتھ ہوں گے۔ یہ وہی مضمون ہے جو ایک اور حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے کہ مہدی کا امام میرا نام ہوگا یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل برہنہ ہوگا جیسا کہ علماء امت سے یہ حقیقت تسلیم کی ہے۔ چنانچہ حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ مہدی میں سید مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار معلس ہوں گے اور وہ امام جامع محمدی کی شریعت اور آپ کا عکس کامل (یعنی True Copy) ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں

مَا دَخَلَ مِنْ عَشْفَى بِرُوحِهِ قَبْرَهُ

وَمَا مَعْلَمُهُ هَذَا لَسَرِيًّا مَارَكِ الْهَدَى

کہ میں اپنے مشتق کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے روضہ مبارک میں داخل ہو جاؤں گا اور اے ہدایت چھوڑنے والے! تجھے یہ راز معلوم نہیں۔

اس حدیث میں جو ۴۵ سال ٹھہر نے کا ذکر ہے اور بعض روایات میں دیگر مختلف مدتیں مذکور ہیں ان کا دلیل علامہ ابن حجر عسقلانی نے مہدی کی مختلف مراحل کی فتوحات سے کی ہے۔ [۱] یہن زیادہ تر ثقہ روایات میں ۴۰ سال کی مدت ہی بیان ہوئی ہے۔ [۲]

۴۰ سال کی یہ مدت خواہ دعوتی سے پہلے مراد ہو جیسا کہ بعض روایات میں شمار ہے کہ مہدی ۴۰ سال کا جوں ہو گا۔ [۳] یا دعوتی کے بعد، دونوں صورتوں میں حضرت مرزا اعظم احمد کا یاقینی مدیہ سلام پر یہ مدت بھی چسپاں ہوئی ہے یہ ناکہ قمری لحاظ سے آپ نے ۶۶ سال عمر پا کر طبعی موت سے وفات پائی۔ چالیس سال کی عمر میں آپ پر الہام کا آثار ہوا تھا اور الہام کے بعد بھی اس کے لگ بھگ زمانہ آپ سے پایا۔ پس آپ ہی ہوموعو، مسیح، مہدی ہیں جن کی الہی وحشتوں میں پہلے سے تہر دی گئی تھی اور جن کی پیشہ والا کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان اپنی خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔

حوالہ جات

۱۔ ترجمہ دو باب، مناقب باب فی فضل النبی

ع خیر الخیر صفحہ ۶۳، ۶۴۔ ۲۔ حضرت شاد علی اللہ مترجم مولوی عابد الرحمن کا مہملوی مائثر قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ راجپوتی۔

۳۔ قول مختصر فی علامات المہدی المنتظر صفحہ ۶۸۔ ۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی مکتبہ دفتر قرآن ۳ شارع القماش القاهرہ

۵۔ کتاب الملاحم باب ثرۃ من الدجال

۶۔ کتب کبیرہ علامہ طبرانی جلد ۸ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ دار الحسن الولی احیاء التراث الاسلامی عراق

مسیح موعود کے حج کی پیشگوئی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ يَسْرُدُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقْبَلُ الْحُزْبُ وَيَسْجُدُوا
الضَّلَيبَ وَيَجْمَعُ لَهُ الضُّلُوهَ وَيُعْطَى السَّالَ حَتَّى لَا يَبْقَى وَبَصْعَ
الْحِرَاحِ وَيَسْرُدَ الزُّوْحَاءَ فَيَحْبُخُ مِنْهَا أَوْ يَفْتَحِرُ أَوْ يَجْمَعُهَا
(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۹۹ دار الفكر العربي بيروت)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
میںؐ تریں گے۔ خذیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو ٹٹا میں گے۔ اس کی خاطر نمازیں حج کی جا میں
کی۔ وہ مال دیں گے میں کوئی قبول نہیں کرے گا۔ تہ تیغ کریں گے۔ وہ دار و حاکمائی مقام پر
تریں گے وہاں سے حج اور عمرہ کا احرام باندھیں گے۔ (یعنی آپ کا مقصد بعثت اور قبلہ توبہ کعبہ
کی عظمت اور اس کی حفاظت ہوگا)

تشریح۔ اس حدیث کے ایک راوی سفیان کی زہبی سے مروی روایات صحیفہ قرآنی میں ہیں۔
اور یہ روایت بھی مروی ہے اس کے باوجود چونکہ اس میں بیان فرمودہ اکثر علامات مسیح موعود کی
تائید مگر حادیث صحیح سے ہوتی ہے اس لئے حدیث کا یہ حصہ رد نہیں کیا جاسکتا، جس میں یہ ذکر ہے
کہ مسیح موعود خذیرہ صفت دشمنان اسلام کا قلع قمع کرے گا اور صلیبی مذہب فساد کا بطلان ہی طرح
ثابت کر کے اسے مٹائے گا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتدریج عمر کو مٹا کر اسلام کو غالب
کر کے دکھایا۔

مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر نمازیں حج کئے جانے کی دعوتی بھی اس زمانہ کے امام مسیح مہدی
کے زمانہ میں عملاً پوری ہو سکتی ہے، تاہم جہاد کے اس زمانہ میں اسلام کے دفاع اور

غصب کی خاطر عیسیٰ و ماریف کی دینی مصروفیات کے باعث ۱۹۰۱ء میں ۱۰۴۱ یاں میں کم و بیش چھ ماہ تک ظہر و عصر کی نمازیں جمع کی جاتی رہیں۔ یہ چند کہ طبعاً و رُطاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز وقت پر نہ اُترنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ دینی خدمات کی مجبوری سے نمازیں جمع کرنے کی یہ نوبت آئی تو آپ نے واضح فرمایا کہ:

”میں اللہ تعالیٰ کی تفہیم، القاء اور الہام کے بدو نہیں کرتا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس جمع صلوٰتین کے متعلق حکم کیا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مارے لئے مجمع لہ الصلوٰۃ کی بھی ایک عظیم شان پیشگوئی کی تھی جو اب پوری ہو رہی ہے میرا یہ بھی مذہب ہے کہ اگر کوئی امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر حکم کیا جاتا ہے مثلاً کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق تو علماء غلام اور محدثین اس کو مضمون یا خروج ہی سمجھیں گے مگر میں اس کے مقابل اور معارض کی حدیث کو مضمون کہوں گا اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی صحت مجھ پر حکم فرمائی ہے۔“

بین حدیث کے آثار کی جسے میں شک کا یہ اظہار اسے بہر حال کمزور کرتا ہے کہ بن مریم رحمہ اللہ مقام پر اترے گا اور ماں سے حج کرے گا یا محمدؐ دُرے گا یا حج محمدؐ نہوں کرے گا۔ اگر یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے تو پیشگوئی میں شک کی بجائے قطعیت ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بوہرہؒ سے یہ حدیث بیان کرے والے راوی حسیظلہ نے ان الفاظ کے لحاظ ہونے کی طرف یہ کلمہ کر شمار دیا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یا حضرت بوہرہؒ کی دینی رائے ہے۔

در اصل اسرائیلی مسیح کے حج کی پیشگوئی کا ماخذ اسرائیلی روایات ہیں جن کا مقصد حیات مسیح کے عقیدہ کی ترویج ہے اور اس لحاظ سے یہ خلاف قرآن و سنت ہونے کے باعث بھی قابلِ رد ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ کی روایت ہے کہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ میں سے مسلمان ہونے والے محمد بن کعبؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص جو تورات اور انجیل پڑھا کرتا تھا وہ مسلمان ہوا اور اس نے بتایا کہ تورات جو اللہ نے موسیٰؑ پر نازل کی اور انجیل جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل کی اس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رحمہ اللہ کے مقام کے پاس سے حج یا عمرہ کی غرض سے نہ اُترے گا اور ان کے ساتھ اصحاب کہف بھی

ہوں گے چونکہ ابھی تک انہوں نے حج نہیں کیا لہذا وہ سب ابھی مرے نہیں۔

یہ عجیب تعلق ہے کہ زیر نظر حدیث کے مندرجہ ذیل جیسا یوں جس سے مسلمان ہونے والے حضرت ہریرہ ہیں۔ جو اپنے اسرائیلی پس منظر کی بناء پر اپنی ذاتی رائے سے بعض دیگر روایات سے یہ مفہوم سمجھ کر حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کر دیتے ہیں کہ ابن مریم حج یا عمر دیاں دونوں کی نیت سے روحاء کی گھاتی سے احرام باندھے گا۔ اب ہریرہ کی یہ روایت صحیح مسم نے بھی یوں کی ہے۔

مگر یہ روایت بھی ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں رہتا۔ اس کی مختلف روایتوں میں زہری میں تالیس، لیث میں اسیٹ اور عبد بن حمزہ میں تیرہ ہونے کا عیب ہے۔
مزید برآں روحاء مقام مدینہ سے تیس چالیس میل کے فاصلے پر ہے اور حج کا مقررہ مقامات نہیں ہے۔ نہ ہی مقررہ مقامات کے مماثل ہے۔

گویا یہی طرح بھی اس حدیث کے ظاہری معنی قابل نہیں سمجھ سکتے ہمارے اس کے کہ اسے اسرائیلی بنا کا مکملہ سمجھا جائے اور اسے اسرائیلی مسیح کے روحانی حج کی پیشگوئی سے تعبیر کیا جائے جو ابن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پوری ہو چکی۔ جیسا کہ ایک روایت میں حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کے طواف سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرنے کا ذکر موجود ہے۔ امام ربیع و قرین قیاس یہی ہے کہ یہ پیشگوئی اسرائیلی مسیح کی بجائے امت میں آنے والے مسیح موعود کے تعلق سے ہے جسے آپؐ کے احوال کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھیں۔ اور جس کی تعبیر علمائے امت نے یہ کی ہے کہ احوال خانہ کعبہ کی میراثی تباہی کے درپے ہو گا جب کہ مسیح موعود خانہ کعبہ کے مقاصد کی حفاظت اور اس کی عظمت کے قیام کی حد مت انجام دے گا۔ جو اصل مسیح موعود کی بعثت کا بنیادی مقصد ہے اور یہی معنی دراصل آنے والے مسیح موعود کے حج کی پیشگوئی سے مراد ہیں۔

حوالہ جلت

- ۱۔ تہذیب التہذیب از علامہ ابن حجر جلد ۲ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر
- ۲۔ بخاری کتاب المناقب باب ما جاء فی السلف ورسول اللہ۔
- ۳۔ مفتوحات جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ یا ایڈیشن
- ۴۔ مسند محمد بن حنفیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، اراغہ الفرائد ج ۱
- ۵۔ تذکرۃ القریطی جلد ۲ صفحہ ۱۶۶۔ از علامہ عبد الوہاب شعرانی مطبوعہ مدینہ منورہ
- ۶۔ مسند کتاب حج باب احلال الثبی
- ۷۔ تہذیب التہذیب از علامہ ابن حجر جلد ۵ صفحہ ۳۹۶، جلد ۶ صفحہ ۳۱۳، جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ عبد الوہاب، کتبہ ملیتان
- ۸۔ کمال لائمال شرح مسند جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ مطبوعہ سعادت منیر، قادیان جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ مصر
- ۹۔ فتاویٰ الحدیثیہ از علامہ ابن حجر جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ مدینہ منورہ
- ۱۰۔ بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۰۰۰ فی الکتاب مریم
- ۱۱۔ منی شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ مطبوعہ عالمگیر پریس لاہور

سلام مصطفیٰؐ بنام مہدیؑ و مسیح

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ أَذْرَكَ مِنْكُمْ عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَلْيَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ
(مسند ذک حاکم کتاب الفتن باب ذکر معج الصور)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص
ابن مریم کو پائے وہ اسے میرا سلام پہنچاے۔
تشریح: امام حاکم نے یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دی ہے۔ شیخ
مسک میں بھی یہ حدیث مسلم ہے۔

اس حدیث سے آخری زمانے میں آنے والے عیسیٰ مسیح کے مقام اور اسے قبول کرنے کی
ہمیت کا پتہ چلتا ہے جسے ان کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ محبت بھر
سدا بخود اور اپنی امت کو دیا یہ پیغام یا کہ وہ میرا پیارا مسیح اور مہدی ہے اس کی قدر کرنا ہمارا ہی
مہدی جس کی سپاہی کے نشان کے طور پر چاند سورج زمین کے آسمانی دایروں کا دہر کرتے ہوئے
”ہمارے مہدی“ کے الفاظ میں آپ نے اس کے ساتھ اپنی محبت اور پیار کا اظہار فرمایا۔ ایک اور
موقع پر فرمایا کہ

إِلَّا أَنَّهُ حَلِيسَى فِي أَمْسَى

”و مسیح موعود میری الفت میں میرا حلیہ ہو گا جس تم میں سے جو بھی اسے پائے میرا ساتھی کا
پیغام پہنچائے۔“

ساتھی کے اس پیغام میں یہ اشارہ بھی تھا کہ ہمیشہ کی طرح، یا اس مامور زمانہ کی مخالفت کرے
کی درخت و لامت کا سلوک کرے کی مکر اپنے بچے انکوں سے آپ نے ساتھی کے پیغام کی ہی

توقع رکھی، مگر نہیں اس مسیح موعود کے ماتے اور قبول کرنے کی تاکید کی یہ نگاہ محض سہاقت کا پیغام پہنچانے میں نصیحت ہے مگر یہ وہ جب نجات نہیں بخشتی ان لئے رسول اللہؐ نے فرمایا
 فَاذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ وَلَوْ جِئْتُمْ عَلَىٰ نَعْتٍ ۖ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ
 المہدیؑ۔

ابن ماجہ کتاب الحسن باب خروج مہدیؑ

کہ جب تم اس مہدیؑ کو دیکھو اس کی بیعت کرنا خواہ وہ کھنوں کے گل برف پر چل کر جا پڑے
 یونکہ وہ وہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے۔ ابن ماجہ کی بی دوسری روایت میں رسول اللہؐ نے اس امام کی
 نصرت و مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ بعض اور روایات میں اس مہدیؑ کے حق میں آسمان سے
 ”حُصْبَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ“ کی آواز آئے گا جو ذکر ہے اس سے مراد انسانی نکانوں کا ظہور ہے جس
 کے بعد مہدیؑ کی قبولیت پھیلے گی۔ ان احادیث سے ظاہر ہے کہ مسیح و مہدیؑ کو قبول کرنا اور اس کی
 بیعت کر کے مدد کرنا کتنا ضروری اور لازمی ہے۔

مزید برآں سنی اور شیعہ مسلک کی احادیث متفق ہیں کہ جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ
 پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ جب کہ مسیح موعود، مہدیؑ، تو وہ عظیم الشان امام ہے جس کے
 بار میں احادیث میں ہے کہ اس امت میں ایک ایسا علیہ بھی ہوگا جو ابو بکرؓ، عمرؓ سے بھی افضل ہوگا۔
 و امام محمد بن یحییٰ بن تاجلیؑ نے اس آئے ۱۰ لے مہدیؑ کو ابو بکرؓ، عمرؓ سے افضل اور نبی کے برتر قرار دیا
 و بعض لوگوں کے تعجب کرنے پر کہ وہ ابو بکرؓ، عمرؓ سے بھی افضل ہوگا؟ ابن یحییٰ بن تاجلیؑ نے فرمایا کہ ممکن
 ہے وہ افضل نبیاء سے بھی افضل ہو۔

یہی وجہ ہے کہ امام مہدیؑ کو نہ صرف مسلمان پہنچانے کی تاکید کی گئی بلکہ سنی، شیعہ، رومیات میں
 بالاتفاق اس کی تکذیب اور انکار کرے ۱۰ لے کو کافر محرم قرار دیا۔

ہی سعادت مند ہیں وہ لوگ جنہوں نے خدا کے اس برتر پیغمبر، مہدیؑ کو سلام پہنچانے کی
 توفیق پائی۔ جس کی، یا صدیق، سے بخشنی، مشہور شاعر مومن کی طرح ان کی یہ تمنا تھی کہ

رمانہ مہدیؑ موعود کا پالا اُڑ مومن

و سب سے پہلے تو کہو سلام پاک حضرت کا

مگر آدھا آدھ جب وہ مہدیؑ آیا تو اٹھ بیٹا سے بچھنے سے محروم رہی۔

یارِ مسیح وقتِ کِ تھی جن کی انتظار
 رو تلتے تلتے جس کی سر دڑوں ہی مر گئے
 آئے بھی اور آ کے جلے بھی گئے ہو آدھا
 پیامِ سعد ان کے سہت گزر گئے
 (کلامِ محسوس)

حوالہ جات

- ۱۔ مشہد رک حاکم جلد ۲ صفحہ ۵۰۳ مطبع المدنیہ ریاض
- ۲۔ کشف المحجوب فی معرفۃ الامام جلد ۳ صفحہ ۴۷۴۔ ارحامہ ابو الحسن الارطبی دار الانوار۔ بیروت
- ۳۔ مکتم تصغیر زماہ طبعی (۳۶۰ ج)۔ اول صفحہ ۴۵۷۔ دار الفکر بیروت
- ۴۔ موسمِ کتاب الامارۃ باب الامام بلرم النجاشی
- ۵۔ بی ر لاوار جلد ۵ صفحہ ۱۶۰ مطبعۃ ارادیا، الدار المدنیہ بیروت لبنان
- ۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۹۔ اردو متر آئن، دارالعلوم الاسلامیہ برائین
- ۷۔ کتاب الفتن فی سیرۃ السیدہ صفحہ ۹۶۔ ار حاتم ابو عبد اللہ عیسیٰ بن جہا، بحوالہ مقدمہ دار الفکر
- ۸۔ اخبار المستطیر صفحہ ۱۳۹۔ ار حاتم یوسف بن یحییٰ
- ۹۔ مقدمہ زر فی اخبار المتکثر صفحہ ۱۵۷۔ ار حاتم یوسف بن یحییٰ طبعی اول ۱۹۷۹ء مکتبہ عام شکر قادیان
- ۱۰۔ قول المنتصر فی مایات السیدہ المتکثر صفحہ ۵۶۔ ار حاتم ابن حجر حبیبی مکتبہ اتر سن ۳
- ۱۱۔ شرح تماش قادیان

خلافتِ راشدہ کے متعلق پیشگوئی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ كَانَتْ بِمَوَاسِرِ إِبْرَاهِيمَ سِتُّونَ سَنَةً الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَدَكَ بَنِي
حِمْلِهِ بَنِي وَانَّهُ لَا بَنِي بَعْدِي وَسَيَكُونُ خَلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ فَذَلُوا لِعَمَّا
نَأْمُرُ بِأَنْ هُوَ بَيْنَهُ الْأَوَّلُ وَالْأَوَّلُ اعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ
سَاءَ بَلَّغَهُمْ عَمَّا أَمَرُوا بِهِمْ

(بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل و صمد)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں
صالح حوال کے لئے بنائے گئے ہیں۔ جب بھی کوئی نیا فوت ہوتا تو اس کا جانشین بھی بنی ہی ہوتا تھا
مگر میرے بعد کوئی بنی نہیں بلکہ خلفاء ہوں گے اور بعض وقت ایک سے زیادہ خلافت کے عوید رہوں
گئے صحابہؓ عرصہ یا ایسی صورت میں ہم یا کریں فرمایا جس کی پہلے بیعت نہ چکے ہو وہ عہد بیعت
ہوئے ان کے حق میں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس کی مدد دے گی اور ان کی اولاد میں پونہ چھ گاہ
تشریف۔ امام بخاری اور مسلم نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا۔ ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث
موجود ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے سلسلہ خلافت کا امت
محمدیہ سے مشابہت کے باوجود یہ فرق بھی بیان فرمایا ہے کہ وہاں امیاء کے جانشین بھی بنی ہوتے
رہے۔ مگر میرے بعد جس خلافت کا نظام قائم ہو گا وہ علیہ بنی نہیں کہا میں گئے نئے محمدیہ شریعہ کا
تیار قائم رہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے معاهد بنی کا خطاب کسی کے سے جائز ہوتا
تو میں ستھ سو کے لحاظ سے عمر اس لائق تھی۔ پناچہ اسی لئے عمر علیہؓ تو کہا نے مگر بنی نہیں۔
نام ایک ہے انقطاع کے بعد تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں ایک امت بنی کے لئے

کی بشارت دی اور چار مرتبہ کہی، اے رفرمایا کہ وہ آئے، اللہ مسیح موعودؑ بنی اللہ ہوگا یعنی وہ اللہ کا نبی ہو کر آئے گا۔

اسی طرح ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صراحت بھی فرمادی کہ میرے اور اس آئے، اللہ مسیح موعود کے درمیانی زمانے میں کوئی نبی نہیں۔

پس لا بیسی بعثتی کے ایک معنی یہ ہوئے کہ میرے معاہدہ کوئی نبی نہیں ہوگا۔ "بعد ازت" کا زمانہ خود بن کریم کے زمان کے مطابق مسیح موعود کے زمانہ تک مستند ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ سب سے بہتر اور افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔ کیا امتی بنی کے پیہ ہوئے کا مکاب آپ نے کھلا رکھا ہے اسی طرح حضرت موسیٰ نے جب اپنے رب کے حضور امت محمدیہ کا نبی ہونے کی درخواست کی تو یہی جواب ملا کہ اس امت کا نبی امت میں سے ہی ہوگا۔

دوسرے معنی لا بیسی بعثتی کے یہ ہو سکتے ہیں کہ میرے بعد میرے جیسا عظیم شان نبی کوئی نہیں ہوگا کیونکہ عربی زبان میں "لا" نفی مال کے لئے بھی آتا ہے جیسے رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ جب کسریٰ اور قیصر ہلاک ہوں گے ان کے بعد کوئی کسریٰ و قیصر نہیں۔ اب کسریٰ اور قیصر کے بعد دوسری قیصر تو پیدا ہوئے مگر اس شان کا کوئی کسریٰ یا قیصر پیدا نہ ہوا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حکمران تھے۔ پس اس حدیث میں "لا" نفی مال کا ہے کیونکہ قرآن و حدیث یہاں لائی جنس کے معنی مر، لینے میں رک ہیں۔ اس لئے یہ معنی نہیں آئے جاسکتے کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا بلکہ یہ معنی ہوں گے کہ میرے بعد اس شان کا کوئی تشریف نبی پیدا نہ ہوگا جو ہوگا وہ میرے تابع، امتی، حاکم، نظام ہوگا۔

حوالہ جات

- ۱۔ صحیح مسلم کتاب القس باب، کرالد جال
- ۲۔ ۱۰۰ کتاب، اسلام باب شریعت الد جال
- ۳۔ جامع لخیص، ارطامہ سیوطی مکتبۃ الاسلامیہ سمندری لائبر (فیصل آباد)
- ۴۔ خصائص، سیوطی، ارطامہ سیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۶، ناشر، کتاب العربی ۱۳۴۰ھ

آخری نبی اور آخری مسجد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَأَنْتِ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتِ آخِرُ الْمَسَاجِدِ

(مسلم کتاب الحج باب فصل الصلوة بمسجدی مکہ و مدینہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں
اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

تشریح: یہ حدیث امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔
اس حدیث کے مطابق جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد آخری مسجد ہے جیسے اسی طرح
آپ آخری نبی ہیں اور یہ بات عام و عام ہے کہ مسجد ہی ان معنی میں توہم آخری مسجد میں کہ اس
کے بعد کوئی مسجد ہی نہ بنائی گئی ہو۔ جس طرح آخری مسجد کا مطلب شرف و مقام و اہمیت و
مرتبہ کے لحاظ سے آخری ہونا ہے یہی معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے ہیں
اور نہ جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ جنس انبیاء کے آخر میں آما پنی بات میں
کوئی مہم اہمیت نہیں بلکہ طائفہ حکیم ترمذی کے نزدیک تو ایسے معنی جاہل اور بے علم لوگ ہی کر سکتے
ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رما یہ بھی آخری ہے مگر آپ کے آخری نبی
ہونے سے حقیقی مراد نبوت کا آخری مقام اور مرتبہ حاصل کرنا ہے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں جس
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو آخر الانبیاء اور اپنی امت کو آخر الامم بیان فرمایا یعنی
آپ آخری شریعت والے نبی ہیں۔ نتیجہ آپ کی امت آخری امت ہے اور جس طرح آپ تمام
نبیاء سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی امت بھی تمام امتوں سے افضل اور خیر الامم ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جناب سیدنا مولانا سید اکل و افضل المرسل خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ایسی مقام اور بہتر مرتبہ ہے جو ان کی ذات کامل، صفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی رعیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چھ جائیکہ وہ ان کو حاصل ہو سکے۔“

حوالہ جات

- ۱۔ تحذیر تاس صفر ۷۷، از حضرت مولانا محمد قاسم انواری مکتبہ کائنات العلوم برائے
- ۲۔ ختم لاہور، ص ۳۴، از خلیفہ تہذیبی مطبعہ انکاشیہ سلیم پور
- ۳۔ توضیح مرہم، ص ۲۳، روحانی خزائن جلد ۳ ص ۶۶

جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَّهُ سَيَكُونُ فِيَّ أُمَّتِي كَلِمَاتُ ثَلَاثُونَ كُلِّهَا بِرُءُوسِهِمْ أَنَّهُ سَيُؤْتِي
حَاسِمَ السَّبِيلِ لَا سَبِيَّ بَعْدِي

(ابو داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن و دلالتها)

ترجمہ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں
تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ایک نبی ہوئے گا جو نبی کریمؐ کے نام پر خاتم النبیین ہوں میرے بعد
کوئی نبی نہیں۔

تشریح: یہ حدیث امام حاکم نے بھی بیان کی ہے۔ محدث ابن ابی شیبہ نے بھی۔ امام حاکم نے
سے پہلے فرمایا ہے۔

اس حدیث میں ضمن طور پہ جو تیس جھوٹے نبوت کے دعویٰ اراہ کے آنے کا ذکر ہے اس سے
صاف ظاہر ہے کہ پہلے مدعی نبوت کے آنے کا بھی امکان موجود ہے۔ اور یہ خاتم الامیاء حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد آئے ۱۰ لے تمام مدعیان نبوت کو جمع فرمائے۔

جہاں تک تمیز کی تعداد کا تعلق ہے اس سے مراد جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد معلوم ہوتی ہے کیونکہ
بعض روایات میں اس سے ریا و تعداد بھی مذکور ہے۔ تاہم اس میں کامقین عدد بھی مراد لیا
جائے تو بھی یہ پیشگوئی زمانہ پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ امام ابو عبد اللہ متوفی ۸۴۸ھ لکھتے ہیں کہ اس
حدیث کی چنانچہ ظاہر ہو چکی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اگر ایسے مدعیان نبوت کو
شمار کیا جائے تو ان کی تعداد تیس پوری ہو جاتی ہے اور تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات بھی
مصرح معلوم ہے۔

اس حدیث میں خاتم النبیین کا لفظ بھی تشریح طلب ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ لفظ خاتم نباء کی زمرہ سے ہے۔ نباء کی زیر سے خاتم نہیں کہ اس کے معنی ختم کرنے والا کے جا میں۔ انہی معنی کی وضاحت کے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کے استاء، تکاری ابو عبد الرحمن المسلمی کو فرمایا تھا کہ حضرت حسن و حسین کو خاتم نباء کی زمرہ سے پڑھا۔ **یٰۤا نباء خاتم کے معنی میں** کے ہیں اور نبیوں کی مہر ہونے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء کے صدق ہونے کا مقام ہے۔

خاتم النبیین کے یہی دو معنی ہیں جس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ قُولُوا اِنَّهُ حَاسِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا يَقُولُوا لَا مَبِيْعَ بَعْدَهُ **کہ یہ تو کہو۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔**

خاتم کے یہی معنی کی وضاحت اس حدیث سے بھی خوب ہوتی ہے کہ اِنَّا حَاسِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اَنْتَ يَا عَلِيُّ حَاسِمِ الْاَوَّلِيْنَ **کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی تو خاتم الاولیاء ہے۔** ملت و عید میں سے کوئی بھی حضرت علی خاتم الاولیاء کو اس معنی میں آخری نبی قرار نہیں دیتا۔ جن کے بعد کوئی نبی امت میں پیدا نہیں ہوا بلکہ آپ کو ولایت کے اس آخری مقام پر فائز سمجھا جاتا ہے جس کی پیروی سے ولایت ملتی ہے۔ یہی معنی خاتم الانبیاء کے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا آخری مرتبہ پایا۔ اب آپ کی اطاعت کے بغیر یہ مقام قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ ہاں کامل اطاعت کے نتیجہ میں صرف امتی یہ روحانی اعزاز حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء و صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ (النساء ۱۷)

دوسرے اس حدیث میں ”بعدي“ کا لفظ بھی وضاحت طلب ہے کیونکہ رمانی بعدیت کے مدعا اس لفظ میں ”خلاف“ کے معنی بھی ہوتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَبَايَ حَمِيْدٌ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيَاتِهِ مَوْسُوْنُ (جاثیہ ۷) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کو چھوڑ کر (یا ان کے خلاف) یہ سب بات پر ایمان لا میں گئے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں مومنوں کے کفر، اپنے باتوں میں، کچھ تو اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ ”مگر اب میرے بعد تمہیں گئے اور وہ سب“ صلی ورمسید اب ہیں۔ **یہ دونوں اب تو حضور کے زمانہ میں موجود تھے پس یہاں بعد سے** مخالفانہ شروع ہوا ہے۔ چنانچہ حضور کی آمد کی میں مسلمانہ اب نے واضح طور پر کلمہ نبوت کا

دھوئی کیا۔ شراب اور زنا کو حلال قرار دیا فریضہ نماز کو ساقط کر دیا اور قرآن مجید کے مقابل پر سورتیں بنائیں۔

پس لاہی بنی بعلدنی کے یہی معنی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالتامل اور برخلاف کوئی شریعت و لائیں نہیں آستا۔ یعنی اور تابع نبی آستا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طبرانی میں اس روایت کے ساتھ تشہد بھی مذکور ہے کہ لاہی بنی بعلدنی اذا ما شاء اللہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے۔ اللہ چاہے۔ چنانچہ محققین کو ماننا پڑا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشہد ہو سکتا ہے اسی طرح جامع الصحاح میں محمد بن حنفیہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ اب حاتم السیسی ولاہی بنی بعلدنی اذا ان يشاء اللہ کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔

امت محمدیہ کے مسیح موعود کو رسول اللہ کا چارم پ نبی قرار دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف امتی نبی کے آنے کا امکان موجود ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہرگز نہیں ہوتے کیونکہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لاہی بنی بعلدنی کی خیر قوم کے صاحب شریعت ہی کے آئے میں رک میں۔ وہ لوگ جو حضرت عیسیٰؑ کو قرآن کے برخلاف مردہ خیال کر کے بنی ماب کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آتے رہتے ہیں وہ بالفاظ دیگر انہیں شری بنا کر خاتم النبیین قرار دیتے ہیں۔ العیاء باللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین میں پھر آپ کے بعد اور نبی اس طرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بے شک ایسا عقیدہ دو معسیت ہے۔ جوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی یہ تہ صدیقی کی عملی ہے یعنی فانی از رسول کی۔ جس جو محض اس کھڑکی کی رو سے حد کے پاس آتا ہے اس پر ظنی طور پر ہی جوت کی چار پہنائی جاتی ہے جو جوت محمدی کی چار ہے اس لئے اس کا نبی ہونا

نیرت کی جگہ میں

حوالہ جات

- ۱۔ فتح باری جلد ۶ صفحہ ۱۰۵۵۸، رشتہ المکتب الاسلامیہ لاہور
- ۲۔ مال لا مال شرح مسہم از علامہ ابو عبد اللہ محمد بن حلقہ ۱۲۷۷ھ صفحہ ۶۵۸ مطبع سعادت منیر، فتح مجید
- ۳۔ شرح کتاب توحید صفحہ ۲۷۵۔ از شیخ عبد الرحمن بن حسن مثنوی (۱۲۵۸ھ) مطبع المکتبہ محمدیہ قائم د
- ۴۔ الذر المنثور جلد ۵ صفحہ ۱۰۲۰، المکتبۃ الاسلامیہ، النشر بیروت
- ۵۔ الذر المنثور از علامہ سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۰۲۰، المکتبۃ الاسلامیہ، النشر بیروت
- ۶۔ مناقب آل ابی طالب از علامہ ابو جعفر محمد بن علی شہر آشوب (متوفی ۵۵۸ھ) جلد ۳ صفحہ ۲۶۱ مطبع مائیتہ قم ایران
- ۷۔ بخاری کتاب المغازی باب قصۃ الامام ۱۰۶۰، المکتبۃ
- ۸۔ فتح لکھنؤ رواب صدیق حسن خان جوہاں صفحہ ۳۴۳، دار قاری مطبع ماہجہانی بہاول
- ۹۔ تذکرۃ المحدثات محمد حامد بن علی صدیقی ۱۰۹۸ھ، دہلی، مکتبۃ نعیمیہ اشرف
- ۱۰۔ یک خطی ۵، راجہ صفحہ ۳۰، حاتی ثریا، جلد ۸، صفحہ ۶۰، ۶۰۸

قصر نبوت کی آخری اینٹ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ
مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ
وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْصِعَ لَبَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْلُقُونَ بِهِ
وَيُعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَذَا وَصَعْتُ هَذِهِ اللَّبَةُ قَالَ فَايَا النَّبِيَّةِ
وَإِنَّمَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

(بخاری کتاب المساقب باب خاتم النبیین)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال یوں ہے جیسے ایک شخص نے گھر بنایا اور اسے خوب حسین و جمیل یا مگر یک کوہ میں یک بخت کی جگہ عالی روئی۔ لوگ اس محل کے سراپد نکالتے اور اس کی خوبصورتی دیکھ کر تعجب ہوتے تھے اور کہتے یہ ایک (کوئے کی) اینٹ رتھہ اس محل کو مکمل کیا۔ یہ بتایا گیا۔ یہ مثال نبی کریم کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

تشریح: یہ حدیث جس کی صحت امام بخاری و مسلم نے تسلیم کی ہے ترجمہ کی سنانی وغیرہ میں بھی مختلف انداز کے ساتھ آئی ہے۔ یہاں وہ مسلسل روایت لی گئی ہے جو آپ اپنے مضمون کی تشریح کر رہی ہے کہ اس عمارت سے مراد واصل شریعت کی عمارت تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے مکمل ہوئی۔ رسالت کے مکمل ہونے سے بھی تکمیل شریعت مراد ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

”اگرچہ نبی کی شریعت اس کی اپنی نسبت (زمانہ و مدت) کے لحاظ سے کامل تھی مگر یہاں یہ بیان مراد مقصود ہے کہ شریعت محمدیہ رضی اللہ عنہ شریعت کی

نسبت ریاہ و کائن اور مکمل ہے۔

ہیں اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ نبوت و شریعت مکمل فرمایا۔

یہاں خاتم کے مجازی معنی اثری بھی آئے جا میں تو بھی ائمہ فقہیہ پر جو ”ال“ تخصیص کے سے تو ہے کہ ”سے مر“ شریعت والے نئی ہیں۔ پس خاتم ائمہ فقہیہ کے معنی ہوں گے اثری صاحب شریعت بنی۔ جن کے بعد نہ کوئی نیا شریعت یا نیا کتاب آئے لی نہ نئے احکام آئیں گے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”ہمارے ایمان ہے کہ اثری کتاب اور اثری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نیا نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بدو، بلکہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ پائنتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دورہ از بدو ہے اور متابعت نبوی سے نعمت حتیٰ حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دورہ از بدو کے لئے ہے۔“

حوالہ جات

- ۱۔ فتح مبارک از علامہ ابن حجر جلد ۶ صفحہ ۵۵۹، المکتب الاسلامیہ لاہور
- ۲۔ تاریخ بدو مباحثہ ثانوی، چنڈالوی صفحہ ۶۰، حاشیہ ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۳۴

عن ابن عباس رضي الله عنه قال لما مات إبراهيم ابن
رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة ولو عاش لكان صديقا بيئا
ولو عاش لعنتت احواله القبط وما استرق قبطي

پس خاتم النبیین کے یہی معنی رہنے پڑیں گے جو مشہور حدیثی امام ملا علی قاری نے فرمائے ہیں کہ

مرہم رہ رہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور امتی نبی ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول آیت خاتم النبیین کے گز مٹانی نہیں نہ تا۔ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد یہ کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔^۱

یہی بات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مازتوی بائی، یوہند نے لکھی ہے کہ

’اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔‘^۲

حوالہ جات

- ۱۔ تہذیب العہد عرب، از علامہ ابن حجر عسقلانی جلد ۴ ص ۵۱، جلد ۳ ص ۱۰۰، جلد ۱ ص ۷۳، ۷۴
- عبد القاب، اکیڈمی ملتان
- ۲۔ مثنوی احمدیہ از علامہ ابن حجر عسقلانی ص ۱۴۵، مطبع مصطفیٰ، بانی، خلیفہ مصر
- ۳۔ موضوعات بیہ مترجم ص ۳۲۲۔ اور حضرت ملا علی قاری حنفی مطبوعہ قرآن محل
- مقابل مولوی مسافر خانہ راجی
- ۴۔ تحذیر ناس ص ۳۶۔ اور مولانا محمد قاسم مازتوی مکتبہ قاسم العلوم راجی

اُمتِ محمدیہ میں سلسلہ وحی والہام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَنْبَغِ مِنَ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا
وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

(بخاری کتاب التَّعْبِيرِ باب المَبَشِّرَاتِ، ترمذی ابواب الرُّؤْيَا)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت میں سے صرف مہشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا مہشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا۔ روایے صالحہ (یعنی نیک حوالہ میں بھی مہشرات میں سے ہیں۔) تشریح یہ حدیث ابو داؤد، مسند احمد، ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔

لہذا قرآن شریف میں اتمامِ اختیار کرنے والے نبیوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان پر فرشتے مارل ہوں گے جو ان میں کتابیں دیں گے۔ (حمہ السجده ۴۱) یہ بشارت سیہ بھی روایہ کشف کے رویداد ہوتی ہیں۔ ابھی جنیۃ الہام کے رویداد (الثورانی ۵۴) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ رسالت نبوت منقطع ہوئی ہے میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آسکتا۔ صحابہؓ کو رسالت نبوت کے منقطع ہونے کی خبر سے وحی و ہام کا سلسلہ بند ہو جانے کی تشویش ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں تسلی دی کہ صرف تم ہی سلسلہ نبوت بند ہو، ہے مہشرات کا سلسلہ جاری ہے جو نبوت کا ہی ایک حصہ ہے۔ [تجلی توحید کے نبیوں کو نبیوں کی طور پر مہشرات اور شیعہ کہا جائیں گے کہ وہ حالات و ضرورت انداز بھی کرنا پڑتا ہے۔ جس اس حدیث کا وہی مطلب ہے جو وہی روایت سے بھی ظاہر ہے کہ نبوت میں سے اب صرف مہشرات والی نبوت باقی ہے گویا شریعت والی نبوت ختم ہوئی۔ اب کوئی نبی یا رسول قرآن کے بعد وہی

دوسری شریعت کے ساتھ نہیں آئے گا مگر تشریح و انداز کا سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود، ہمدی معبود، کا دعویٰ بھی امتی بنی ہونے کا ہے جس کی نبوت کا نہیں۔ حضرت علامہ ابن عربی اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ دو نبوت ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے منقطع ہوئی وہ تشریحی نبوت ہے اور میرے بعد کوئی رسول نہیں سے مراد یہ ہے کہ یہاں کوئی نبی نہیں جو میری شریعت کے مخالف ہو بلکہ جب بھی ہوگا میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔

اسی طرح حضرت علامہ ولی اللہ محدث، مدنی فرماتے ہیں لا نبی بعدی ولا رسول سے نہیں معصوم ہو گیا کہ جو نبوت و رسالت منقطع ہوئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ یک نبی شریعت و نبوت ہے۔

علامہ تورشہ، علامہ حال الدین سیوطی، علامہ عبدالوہاب شہرانی، علامہ سندھی نے بھی اسی مضمون کی حادیث کے یہی معنی سے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت و لا نبی نہیں آئے گا اور تابع شریعت محمد یہ امتی بنی کے آنے میں حدیث لا نبی بعدی روک نہیں۔ اس حدیث کی تشریح میں خود حضرت مسیح موعود، علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبوت میں سوائے ہدایت کے کچھ باقی نہیں رہا یعنی انوارِ نبوت میں سے صرف ایک نوع ہدایت کی باقی ہے جو رہا ہے صاف تہ، کاشفیات صحیحہ، اس جی سے تعلق رکھتی ہے جو خاص ”یاد پر مارل ہوتی ہے“ ایک صاحب ہدایت مائد کے لئے عور کا مقام ہے کہ کیا اس حدیث سے نبوت کا رد کلی طور پر بند سمجھا جاسکتا ہے بلکہ حدیث ولایت کر رہی ہے کہ نبوت نامہ جو تشریعت ساتھ رکھتی تھی منقطع ہوئی ہیں دو نبوت جس میں صرف ”ہدایت“ ہیں وہ قیامت تک باقی ہے۔“ رکھی منقطع نہ ہوگی۔

یہ فرمایا۔

”ہمارا ایمان ہے کہ تشریحی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔ جب اسی شریعت کی حد مت پر ریحہ الہامات، مکالمات، مخاطبات اور پڑ ریحہ

پیشگو یوں کے کرنے کا نام، موصوفی ہے۔“

حوالہ جات

- ۱۔ ترمذی، ابوبکر، ابواب دھب اللہ، وقتہ الثمات
- ۲۔ فتوحات مکہ، جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، رصاص، ریوت
- ۳۔ ترقۃ العین فی تصانیف الشیخین، ص ۱۹، مطبع مکی، ۱۸۹۳ء
- ۴۔ توضیح مرم، ص ۱۹، روحانی، ابن جلد ۲ ص ۶۰، ۶۱ (عربی مبادت سے ترجمہ)
- ۵۔ مخطوطات جلد ۵ ص ۶۸، ۶۹، پیر پٹن

واقعہ معراج کا لطیف کشف

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةُ أُسْرَى رَسُولِ اللَّهِ مِنْ
مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ تَقَرُّ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَى إِلَيْهِ وَهُوَ مَائِمٌ
فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى جَاءَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَأُؤْخَى
إِلَى اللَّهِ لِيَمْنَا يُؤْخَى اللَّهُ خَمْسِينَ صَلَوةً عَلَى أَمَّتِكَ كُلِّ يَوْمٍ
وَلَيْلَةٍ لَأَسْتَيْقِظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

(بخاری کتاب التوحید باب و کلمہ اللہ موسیٰ تکوینا)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد
الحرام سے اسراء ہوا آپ کے پاس تین آدمی آئے اور یہ آپ پر وحی مازل ہونے سے پہلے کا واقعہ
ہے۔ آپ خانہ کعبہ میں سو رہے تھے (اس کے بعد فرشتوں کے آپ کو سات آسمانوں پر لے جانے کا
دُور ہے) یہاں تک کہ آپ سِدْرۃ الْمُنْتَهٰی تک پہنچے۔ جس اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی جس میں
(پسے) پچاس نمازیں اور اند آپ کی امت پر فرض کی گئیں۔ (اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کے توبہ
والاے پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازیں معاف کرانے کا دُور ہے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں
رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نماز کا حساب ہے ان کا اب پچاس کے برابر ہوگا) پھر حضورؐ
کی آنکھ کھل گئی اور آپ اس وقت خانہ کعبہ میں ہی تھے۔

تشریح: امام بخاری نے یہ حدیث اپنی تصحیح میں درج کر کے اس کی صحت پر اتفاق لیا ہے۔

اس حدیث میں نزول وحی سے قبل ایک واقعہ اسراء (یہ الی اللہ) کا ذکر ہے جب کہ اہل یہ
واقعہ سر و معراج کا زمانہ انہی کی بیان کرتے ہیں۔ علماء اہل سنت نے اس کا ایک حل پیش کیا کہ ممکن
ہے یہ واقعہ ایک سے زائد مرتبہ پیش آیا ہو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء معراج کے روحانی

تفنی نظر سے ہی دفعہ کرانے گئے۔ جن میں سے یہ پہلا واقعہ تھا تاہم جن علماء نے اس واقعہ معراج کو ایک ہی واقعہ سمجھا ہے ان کے نزدیک اس روایت میں وحی ہونے سے قبل کے الفاظ کا یہ مصعب ہے کہ یہ واقعہ معراج کے بارہ میں وحی قرآنی مازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

معراج نبوی کے بارہ میں امت میں شروٹ سے ہی دو خیال پائے جاتے ہیں۔ ایک روایت سے مسماقی قرار دیا گیا ہے تو دوسرا روحانی۔ اس حدیث میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ بات خانہ کعبہ میں حضور کے سوار ہونے کا بیان اور دوسرے یہ کہ ”فَاسْتَبْقِطَ“ کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس واقعہ معراج کا واقعہ خود ایک دفعہ ہوا ہو یا متعدد مرتبہ یہ ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ کے روحانی اور نہایت لطیف مکاشفات تھے۔ ان کے لیے تو دیگر تفصیلی احادیث میں حضرت جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مکاشفات کی قیاسی بھی بیان فرمائی ہیں جن کے عالم بیداری میں نظر آنے والے معاشقات کی قیاسی نہیں کی جاتی۔ قرآن شریف میں سورہ اسراء میں بھی واقعہ اسراء کو ایک ”رایہ“ قرار دیا گیا ہے۔ (بنی اسرائیل ۶۱)

دوسری جگہ واقعہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظارے دیکھے ان کو آپ کی روایت نقل فرمایا گیا ہے۔ (انجم: ۱۳) گویا مسماقی آنکھوں سے وہ نظارے آپ نے ملاحظہ میں فرمائے مگر انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی بیان ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ کا جسم پانی جگہ سے غائب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو یہ کرہ لیا۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ بھی اسے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہا سے صادق قرار دیتے ہیں۔

مقدمہ اس قیم، حضرت عائشہؓ کی شہادت پر بھی معراج کو ایک روحانی نظارہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس روحانی سفر سے انبیاء کی روحوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی ملاقات ہوئی۔ جیسا کہ یہ کتاب کے پہلے عنوان میں تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ میر تقی میر، حشام طبع، ۱۳۹۹ھ، ۲۰۰۰ء سے طبع، قرآن مصر

مذکورہ بالا حدیث میں بھی یہی مضمون بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر کرتے ہوئے ایک تو اسے سلام یا تحنن بھیجے مگر بعد میں خاتم ہوا کہ وہ یہ نہ ہے۔ جس روایا کی تعبیر کا بعض دفعہ خود نبیؐ پر خاتم نہ ہونا کوئی قائل اور بعض بات نہیں بلکہ غشی الہی حکمتوں کے مطابق یہ بھی حد کا ایک احاطہ اور احسان ہی ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک حد تک پر وہ غیب الہی مانا ہے باقی حالات نے اسے لے لیا وقت پر ٹوٹا خاتم ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتے ہیں

”انتہائی سطحی سبھیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔“ یہ ضرور ہے کہ ایسا ہونا کہ بیش حد اہم ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ ہجرت زیادہ کی طرف ہو کی مگر ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوئی اور انگوڑوں کے تعلق آپ نے یہ سمجھا تھا کہ ابو جہل کے واسطے ہیں جد میں معلوم ہوا کہ حکمران کے واسطے ہیں۔ امیاء کے ظلم میں بھی مہاجر ترقی ہوتی ہے اسی واسطے قرآن شریف میں آیا ہے فَبَلِّغْ رِسَالَاتِیْ اِلٰی عَمَلِیْنَ اَعْمٰی اَعْمٰی یعنی اے نبی! عمار کو میرے رتبے پر اطمینان دے دینا چاہیے۔

۱۔ بخاری کتاب الاشہ . ط باب الاشہ . ط فی اجابا . المصاحف
 ۲۔ بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ای الصدقۃ فصل صدیقہ ، مسم کتاب فضائل الصحابہ باب فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مع محفوظات جلد ۱۰ ص ۶۳۴

انبیاء کی بشریت

خَلَدْتُ سَيِّدَ الْوَالِدِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَدِمَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْبُرُونَ السَّحْلَ يَقُولُونَ يُلْقِحُونَ السَّحْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُونَ قَالُوا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ "لَعَلَّكُمْ لَوْ كُمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا" فَتَرَكُوهُ لِمَقْصُودٍ أَوْ لِمَقْصُودٍ قَالَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَاعْلُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيٍ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَفِي دَوَائِبِهِ قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ

(مسلم کتاب الفضائل باب وجوب اعتدال ما قبل شرعا الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی بار قدم رکھے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک بھجور کی جھڑی (کاعل) ہے، (یعنی زکے، رات، اور دن بھر یہی ہے) آپ نے فرمایا تم یہ کیا کر رہے ہو، انہوں نے کہا یہی ہمارا دستور ہے آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہت ہو۔ اس پر ان لوگوں نے یہ عمل ترک کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھجور کا پل آج تک قائم رہا۔ یہی کہتا ہے کہ صحابہؓ نے اس بات کا ہدایت کر دیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں جب میں تمہیں تمہارے دین کی بات کا حکم دوں تو اسے اختیار کرو۔ اور جب اپنی رائے سے کوئی بات کہوں تو میری رائے ایک عام انسان جیسی ہی سمجھو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبیؐ انبیاء کے معاملات تم سے جانتے ہو۔

تشریح: امام مسلم کے علاوہ امام سیوطی نے بھی یہ حدیث صحیح قرار دی ہے۔

حدیث کے نبیوں میں جو مال و رچائی چھانی اور انکسار پایا جاتا ہے اس کا نمونہ اس حدیث سے

عیاں ہے۔ بے شک ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار تھے۔ سید الاولین والآخرین تھے مگر ہمیشہ لافخر کا نعرہ زبان پر رہا اور صاحب فضیلت ہو کر بھی کمال انکساری دکھائی۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان نزاع کے وقت یہی تعلیم فرماتے رہے کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو۔ اپنے صحابہؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری تعریف میں حد سے مت بڑھو۔ الغرض کبھی آپؐ نے بشریت کا واہن نہیں چھوڑا۔ بے شک آپؐ خدا کا نور بن کر اترے تھے مگر بشریت کا جامہ بھی نہیں اتارا۔ پس آپؐ نورانی بشر تھے۔ آپؐ نے کبھی عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اگر کبھی کسی نے علم غیب آپؐ کی طرف منسوب کیا تو اسے منع کر دیا۔ ۱

جس قدر علم خدا نے آپؐ کو عطا فرمایا اس کا اظہار فرما دیتے۔ حسب ارشاد خداوندی مزید علم کے اضافہ کی دعائیں کرتے رہتے۔ (ظہ: ۱۱۵)

بھول چوک آپؐ سے بھی ہو جاتی تھی اگر کبھی ظہر و عصر کی رکعات چار کی بجائے دو یا پانچ پڑھا دیں تو اپنی بشریت کا اقرار کرتے ہوئے یہی فرمایا کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں اور فرماتے کہ میرا بھولنا بھی ایک سنت ہے۔ ۲ جس میں یہ حکمت تھی کہ تا بعد میں نماز وغیرہ میں بھولنے والوں کو لوگ برداشت کر لیں۔

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نبی جن روحانی امور اور مقاصد کے لئے مامور ہوتا ہے ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے علم لذتی عطا کیا جاتا ہے۔ دنیوی علوم اس کے لئے ضروری نہیں ہوتے تاہم کسی سے دنیوی علم سیکھنا اس کے لئے منع نہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورے کا بھی حکم ہوا مگر آخری فیصلہ کے مجاز آپؐ ہی ٹھہرائے گئے کیونکہ نبی کو جو روشنی اور نور بصیرت عطا کیا جاتا ہے دنیا والے اس سے محروم ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”وحی میں غلطی نہیں ہوتی پھر اگر اجتہاد کو بھی غلطی سے ہزار خیال کرتے ہیں تو وہ اجتہاد کیوں مامور رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ کو کھجوروں کے درختوں کے متعلق کچھ ہدایات دیں۔ پھر جب نتیجہ وہ نہ نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاَمْوَارِ دُنْيَاكُمْ (یعنی اپنی دنیا کے معاملات تم زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ ترجمہ از مائل) تو کیا اس سے آپؐ کی نبوت

میں کوئی فرق آگیا ہے؟“

حوالہ جات

۱۔ جامع الصغیر از علامہ سیوطی صفحہ ۱۰۷ مکتبہ اسلامیہ سمندری لاٹھی ۱۳۹۳ھ

۲۔ ترمذی ابواب النکاح باب ما جاء فی اعلان النکاح

۳۔ ترمذی باب ما جاء فی سجدتی السہو

۴۔ ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۸۹ نیا ایڈیشن

”مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں“

**"Masih Aur Mahdi - Hadhrat Muhammad
Rasul Allah Ki Nazar Main"**

(Masih & Mahdi - In the eyes of the Holy Prophet Muhammad

May Peace & blessings of Allah be upon him)

Urdu

Compiled by: **Hafiz Muzaffar Ahmad**

First Published in U.K in 1998

by: Islam International Publications Ltd

© Islam International Publications Ltd

Published by:

Islam International Publications Ltd

Islamabad,

Sheephatch Lane

Tilford, Surrey GU10 2AQ

United Kingdom

Printed in U.K. by:

Raqeem Press,

Islamabad, Tilford

ISBN 1 85372 633 8
